مکھیوں کے قیدی

اشتیاق احمد

محمود ، فاروق ، فرزانہ

اور ــــ انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر ۵۹۵

مکھیوں کے قیدی

اشتیاق احمد

نام ناول ـــــ مکھیوں کے قیدی
پبلشر ـــــ طاہر ایس ملک
طبع اوّل ـــــ اپریل ۱۹۹۵ء
سرورق ـــــ انداز
مطبع ـــــ زاہد بشیر پرنٹرز
قیمت ـــــ روپے

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے، یہ دونوں گواہی دیتے تھے کہ آقائے نامدار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، جو لوگ مجلس میں اللہ کی یاد کرتے ہیں، فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ اُترتی ہے (یعنی دل کی تسلّی اور اطمینان) اور اللہ جل جلالہٗ ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے اپنے پاس والوں میں (یعنی فرشتوں میں اور انبیا کی ارواح میں جو پروردگار کے مقرب اور باریاب ہیں)

سُنن ابن ماجہ شریف، جلد سوم
صفحہ نمبر ۱۹۵، حدیث نمبر ۶۸۲

دو باتیں

السلام علیکم!

حیدر آباد سے محمد اکمل معروف صاحب نے کافی عرصہ پہلے ایک تجویز ارسال کی تھی — میں نے ان سے پوری طرح اتفاق کیا تھا کہ ان کی تجویز بہت معقول ہے اور یہ کہ میں اس کا ذکر دو باتیں میں ضرور کروں گا — اور آیندہ اس بات کا خیال بھی رکھا جائے گا — لیکن ان کا خط اِدھر اُدھر ہو گیا اور میں دو باتیں میں ذکر کرنا بھی بھول گیا — بلکہ ان کی تجویز بھی میرے ذہن میں نہ رہی —

کافی عرصہ تک انتظار کرنے کے بعد انھوں نے ایک بار پھر اپنی تجویز یاد دلائی تو مجھے یاد آیا — میں ان سے معذرت خواہ بھی ہوں اور قارئین کے سامنے ان کی تجویز بھی رکھ رہا ہوں — اُمید ہے، قارئین اس بات کا خاص خیال رکھیں گے —

تجویز یہ ہے کہ جو قارئین — ناول پڑھ کر خطوط لکھتے ہیں — وہ ان خطوط میں ناول کی کہانی یا مجرم وغیرہ کے بارے میں کوئی بات نہ لکھا کریں — مطلب یہ کہ خطوط میں ناول کے پلاٹ سے متعلق کوئی بات نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ اس طرح بعض قارئین وہ خطوط پڑھنے کے بعد جب ناول پڑھتے ہیں تو ان کا مزا کرکرا ہو جاتا ہے — اور مُجرم کے نام کا بھی انھیں پہلے ہی پتا چل جاتا ہے — قارئین صرف اپنی پسند اور ناپسند کا اظہار کیا کریں — یا یہ کہ ناول میں کیا بات پسند یا ناپسند آئی اور کس کا کردار پسند آیا وغیرہ —

تجویز نہایت معقول ہے — توجہ فرمائیں —

اشتیاق

یکم مارچ ۱۹۹۵ء

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

- یہ وقت نماز کا تو نہیں ___
- آپ کو سکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا ___
- کل آپ کا کوئی ٹسٹ یا امتحان تو نہیں ___
- آپ نے کسی کو وقت تو نہیں دے رکھا ___
- آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے نماز اور دوسرے کاموں سے فارغ ہو لیں، پھر ناول پڑھیں۔ شکریہ!

مخلص:

اشتیاق احمد

مکھی

"ارے ارشی.... مکھی۔" خالدہ نے چلا کر کہا۔

"مکھی ہو گی تم...." ارشی نے بھنا کر کہا۔

"اوہو....! میں تمہیں مکھی نہیں کہہ رہی.... ابو کل جو پودا لائے تھے.... وہ نیلے پھول والا.... اس کے پھول پر دیکھو تم نے اپنی زندگی میں پہلے ایسی مکھی نہیں دیکھی ہو گی۔"

"اوہ.... واقعی.... حیرت انگیز.... سرخ رنگ کی مکھی.... اور عام مکھیوں سے بڑی بھی.... لیکن سوال تو یہ ہے کہ یہ آئی کہاں سے.... ہمارے ملک میں تو ایسی مکھیاں سرے سے نہیں ہوتیں۔" ارشی نے حیران ہو کر کہا۔

"یہی تو میں کہہ رہی ہوں.... ایک منٹ ٹھہرو.... میں ابو کو بلا کر لاتی ہوں۔"

خالدہ نے کہا اور دوڑتی ہوئی اندر چلی گئی.... ارشی وہیں پودے کے پاس کھڑی رہ گئی۔

اچانک وہ مکھی اڑی اور اس کی طرف آئی.... ارشی گھبرا کر پیچھے

ہٹی.... اور ایک پودے میں الجھ کر گر پڑی.... اس نے دیکھا.... مکھی اس کے گرد چکر کاٹ رہی تھی.... وہ بوکھلا کر اٹھی اور اندر کی طرف دوڑی.... ادھر سے دروازہ کھول کر اس کے ابو چلے آ رہے تھے.... لہٰذا وہ دھڑام سے ان سے ٹکرائی۔

"اوہو! کیا بدتمیزی ہے بھئی۔"

"جی یہ بدتمیزی نہیں ابو.... مکھی.... حیرت انگیز' خوف ناک اور سنسنی خیز۔" ارشی نے جلدی جلدی کہا۔

"میں جانتا ہوں' ان دنوں تم جاسوسی ناول پڑھنے لگی ہو.... اس مصنف کے ناول.... جو اپنے ناولوں میں لکھتا ہے.... سنسنی خیز' ہنگامہ آراء اور سسپنس سے بھرپور ناول.... کیا نام ہے بھلا اس کا۔" ابو نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جی.... وہ.... وہ مکھی۔" اس نے چیخ کر کہا۔

"نہیں.... اس کا نام خیر مکھی تو نہیں ہے۔" ابو مسکرائے۔

"اوہو ابو.... میں اس مکھی کی بات کر رہی ہوں.... یہ رہی.... وہ گئی.... یہ آئی۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"گردان کر رہی ہو کیا؟" ابو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ.... وہ پھر باہر چلی گئی اور اب ضرور کسی پھول پر ملے گی۔" خالدہ نے بدحواس ہو کر کہا۔

"ہاں ہاں! ارشی مجھے بتا چکی ہے.... آؤ.... دیکھ لیتے ہیں اس کو' ویسے مجھے امید نہیں تھی کہ تم ایک مکھی سے ڈر جاؤ گی۔"

"ڈرتی ہے میری جوتی.... میں تو بس حیران ہو رہی تھی۔"

"خدا کے لیے ارشی.... ناولوں والے جملے تو نہ بولا کرو۔"

"لل.... لیکن.... ابو۔"

"میرا نام لیکن ابو نہیں ہے۔" انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

"اوہ! سوری ابو۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"میرا نام سوری ابو بھی نہیں ہے۔"

"اوہ.... مکھی.... ابو۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"کیا مصیبت ہے.... اب میں مکھی ہو گیا۔" انہوں نے چلا کر کہا۔

"وہ دیکھیے.... مکھی آپ کے سر پر منڈلا رہی ہے۔"

"ارے تو منڈلانے دو.... مکھی نہ ہوئی جہاز ہو گیا۔" انہوں نے چیخ کر کہا۔

"لیکن ابو.... ایسی مکھی ہم نے کہیں دیکھی نہ سنی۔" ارشی بولی۔

"تو اب دیکھ لو.... اور سن بھی لو.... جو سننا ہے.... مجھے کوئی اعتراض نہیں.... اور ہاں تم تو مجھے باغ میں لے جا رہی تھیں۔"

"اسی مکھی کی وجہ سے لے جا رہی تھی.... اب یہ خود یہاں آ گئی ہے.... ارے ارے.... یہ آپ کے گال پر آ گئی۔"

"اف.... سس.... سی...." ابو کے منہ سے نکلا۔

"کیا ہوا ابو.... آپ کو سردی لگ رہی ہے.... لیکن یہ موسم تو بہار کا

ہے۔"

"اس نے.... اس نے میرے گال پر کاٹ...."

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ تڑ سے گرے اور بے ہوش ہو گئے۔

"ابو!" وہ چلائیں۔

"کیا ہے.... کیوں چیخ رہے ہو.... ہائیں.... یہ فرش پر آپ لیٹے کیا کر رہے ہیں.... لیٹنے کے لیے کیا ہمارے گھر میں بستر کم پڑ گئے ہیں.... ارے.... مگر.... ہائیں.... یہ سونے یا لیٹنے کا وقت تو نہیں ہے' یہ تو آپ کے دفتر جانے کا وقت ہے.... اور لڑکیو.... تم کیا کھڑی ٹکر ٹکر دیکھ رہی ہو.... کیا آج سکول نہیں جانا۔"

"آپ بھی کمال کرتی ہیں امی جان.... ابو بے ہوش پڑے ہیں.... اور آپ کو ہمارے سکول جانے کی فکر کھائے جا رہی ہے۔"

"یہ.... یہ بے ہوش پڑے ہیں.... انہیں اس وقت بے ہوش ہونے کی ایسی کیا ضرورت پیش آ گئی۔" امی نے گھبرا کر کہا۔

"جب یہ ہوش میں آئیں گے تو پوچھ لیجئے گا.... اس وقت تو انہیں بستر پر لٹانا اور ڈاکٹر کو فون کرنا ہے۔" خالدہ نے جل کر کہا۔

انہوں نے مل کر کسی نہ کسی طرح انہیں بستر پر لٹا دیا.... پھر ڈاکٹر کو فون کیا.... ڈاکٹر صاحب نے آ کر ان کا معائنہ کیا.... گال پر اس جگہ کو دیکھا جس جگہ مکھی نے کاٹا تھا۔

"شاید وہ کوئی زہریلی مکھی تھی۔" ڈاکٹر صاحب بڑبڑائے۔

"تو ان کا کچھ کیجئے نا.... انہیں تو دفتر بھی پہنچنا ہے۔"

"اس حالت میں یہ دفتر کیسے جا سکتے ہیں؟" ڈاکٹر صاحب حیران ہو کر بولے۔

"لیکن انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ آج دفتر میں ایک بہت اہم میٹنگ ہے.... اور اس میٹنگ میں ان کی موجودگی بہت ضروری ہے.... سنا ہے.... چند ملک آپس میں مل کر کوئی معاہدہ کر رہے ہیں.... یہ چونکہ غیر ملکی زبانوں کے ماہر ہیں.... لہٰذا ایسی میٹنگوں میں ان کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔"

"ہاں! میں جانتا ہوں.... محکمہ خارجہ میں ان کی بہت اہم ملازمت ہے.... ان کے بغیر تو ہمارے ملک کے لیڈر ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے.... جب وہ دوسرے ملکوں سے آنے والے سرکاری لوگوں سے بات چیت نہیں کر سکیں گے تو آگے کیا خاک بڑھیں گے۔" ڈاکٹر صاحب نے جلدی جلدی کہا۔

"جی ہاں.... جی ہاں.... یہ سب تو ٹھیک ہے' لیکن آپ انہیں ہوش میں لانے کی کوشش بھی تو کریں۔"

"اوہ.... یہ تو میں بھول ہی گیا.... ایک تو یہ بھولنے کا مرض نہ جانے کہاں سے پلے پڑ گیا ہے مجھے۔"

"تو ڈاکٹر صاحب.... آپ اپنا علاج بھی تو کرائیے نا.... کسی اچھے ڈاکٹر صاحب سے۔" ارشی نے جل کر کہا۔

ڈاکٹر صاحب نے اسے گھور کر دیکھا.... پھر بولے۔

"ہاں تو یہ کیوں بے ہوش ہوئے ہیں۔"

"لیجیے.... آپ تو یہ بات بھی بھول گئے.... ان کے گال پر ایک مکھی نے کاٹا ہے.... لیکن اس جیسی مکھی ہم نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھی۔" ارشی نے تلملا کر کہا۔

"فکر نہ کریں.... ابھی چند منٹ میں یہ ہوش میں آجائیں گے۔"

عین اسی وقت فون کی گھنٹی بجی.... ان کی والدہ نے فوراً فون کا ریسیور اٹھایا۔

"جی.... جی ہاں.... میں ان کی بیگم کی شوہر بول رہی ہوں۔" انہوں نے گڑبڑا کر کہا۔

"جی کیا فرمایا.... کون بول رہی ہوں۔"

"سوری! میں امانت صاحب کی بیگم بول رہی ہوں۔"

"اوہ! میں تو ڈر ہی گیا تھا۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیوں جناب! اس میں ڈرنے کی کیا بات تھی۔"

"بیگم کی شوہر بول رہی تھیں نا آپ.... میں اس لیے ڈر گئی تھی.... میرا مطلب ہے' ڈر گیا تھا۔"

"آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں.... اپنا نام بتائیں.... میں اپنے شوہر کے ہوش میں آنے کے بعد انہیں بتاؤں گی آپ کے بارے میں۔" انہوں نے جل بھن کر کہا۔

"کیا کہا.... امانت صاحب بے ہوش ہوگئے ہیں.... لیکن انہیں دفتر تو

آنا چاہیے تھا۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے یہ نہیں کہا کہ انہیں نزلہ زکام ہوگیا ہے.... یہ کہا ہے کہ وہ بے ہوش ہوگئے ہیں۔"

"اس میں میرا کوئی قصور نہیں.... میں پھر بھی یہی کہوں گا کہ انہیں دفتر تو آنا چاہیے تھا۔"

"کیا مطلب.... یہ کیا بات ہوئی؟" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ انہوں نے اپنی ملازمت کے سلسلے میں لکھ کر دیا ہوا ہے کہ چاہے کچھ ہوجائے.... جب بیرونی نمائندوں کی میٹنگ ہوگی تو وہ ہر حالت میں حاضر ہوں گے۔"

"میرا خیال ہے.... اس تحریر میں بریکٹ میں یہ الفاظ لکھ دیئے جائیں.... علاوہ بے ہوش ہونے کی صورت میں۔"

"میں اپنے آفیسر سے بات کرتا ہوں۔" اس نے بھنا کر کہا۔

"آپ کا جس سے جی چاہے بات کریں.... ایک ڈاکٹر صاحب ان کا معائنہ کررہے ہیں.... ہم ان سے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ لے لیں گے اور دفتر بھیج دیں گے۔"

"بالکل بالکل۔" ڈاکٹر نے فوراً کہا۔

"ڈاکٹر صاحب.... آپ صرف بے ہوش مریض کی طرف توجہ دیں۔"

"کیا کہا.... میں ڈاکٹر صاحب ہوں۔" فون میں کہا گیا.... کیونکہ وہ ڈاکٹر سے بات کرتے وقت ریسیور پر ہاتھ رکھنا بھول گئی تھیں۔

"میں نے آپ سے نہیں کہا.... آپ سے اب کہہ رہی ہوں.... امانت صاحب بے ہوش ہوگئے ہیں اور ہوش میں آنے سے پہلے دفتر نہیں آسکتے۔" یہ کہہ کر وہ ریسیور رکھنے لگی تھیں کہ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ مسئلہ اس قدر آسان نہیں۔"

"کون سا مسئلہ.... بے ہوشی کا.... ہاں ڈاکٹر صاحب کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ بے ہوشی پراسرار ہے۔"

"آپ غلط سمجھیں.... میں ان کے دفتر نہ آنے کی بات کر رہا ہوں.... یہ دفتر نہ آئیں.... یہ اتنا آسان مسئلہ نہیں ہے.... ہم دفتر کے ڈاکٹر صاحبان کو بھیج رہے ہیں.... وہ چند سیکنڈ میں انہیں ہوش میں لے آئیں گے.... کیونکہ میٹنگ شروع ہونے میں اب بہت کم وقت رہ گیا ہے۔"

"آپ کو اپنی میٹنگ کی پڑی ہے اور ہمیں۔"

"آگیا.... آگیا۔" ڈاکٹر نے خوش ہو کر کہا۔

"کون آگیا۔" بیگم امانت بولیں۔

"کک.... کیا ہوش آگیا۔" فون میں پوچھا گیا۔

"کیا ہوش آگیا۔" بیگم امانت نے فوراً کہا۔

"نہیں.... آئیڈیا آگیا۔"

"دھت تیرے کی.... لیجیے.... آپ بھی سن لیں.... ڈاکٹر صاحب کو کوئی آئیڈیا آگیا ہے۔" بیگم امانت نے برا سا منہ بنایا۔

"جلدی سے بتائیں.... ڈاکٹر صاحب کا آئیڈیا کیا ہے۔"

"ڈاکٹر صاحب.... جلدی سے بتائیں.... آپ کا آئیڈیا کیا ہے۔"

"بھبھول.... گیا۔"

"بھول گیا بھی کافی تھا.... آپ تو گئے ہیں بھبھول.... اب تو مشکل سے ہی یاد آئے گا۔"

ارشی نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"ڈاکٹر صاحب بھول گئے ہیں کہ انہیں کیا آئیڈیا آیا ہے.... لہٰذا اللہ حافظ۔" یہ کہہ کر انہوں نے جلدی سے ریسیور رکھ دیا۔

"آخر یہ کیسے ہوش میں آئیں گے۔" بیگم امانت نے کہا۔

"انجکشن لگا دیا ہے.... چند منٹ تک ہوش میں آجائیں گے۔" ڈاکٹر صاحب بولے۔

"اوہ اچھا.... ٹھیک ہے۔"

وہ انتظار کرنے لگے.... ایسے میں ڈاکٹر صاحب بول اٹھے۔

"اوہ ہاں یاد آگیا.... میں یہ کہنے لگا تھا کہ انہیں ہسپتال لے جانا پڑے گا۔"

"کمال ہے.... آپ اتنی سی بات بھول جاتے ہیں۔"

"بھولنے کی بھی ایک ہی کہی.... کوئی انسان کچھ بھی بھول سکتا ہے۔"

"آپ کو اپنی یادداشت کا علاج کروانا چاہیے۔"

"کیا کیا جائے' ہمارے ملک میں اچھے ڈاکٹر نہیں ملتے۔" وہ بولے۔

پندرہ منٹ گزر گئے' لیکن امانت صاحب کو ہوش نہ آیا' اتنے میں پھر

فون کی گھنٹی بجی.... بیگم امانت نے ریسیور اٹھایا تو دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ڈاکٹر صاحب کو ہوش آگیا یا نہیں۔"

"وہ تو پہلے ہی ہوش میں ہیں۔"

"نہیں امی جان.... ابھی ہوش کہاں آیا ہے۔"

"تم چپ رہو.... تم زیادہ جانتی ہو یا میں...." بیگم امانت نے جل کر کہا۔

"جی بہت بہتر.... آپ ہی بات کرلیں.... لیکن ابو ابھی تک بے ہوش ہیں۔"

"ہوں خیر.... ہاں جناب آپ کن کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔"

"جی.... اپنے امانت صاحب کے بارے میں۔"

"لیکن یہاں ہمارے امانت صاحب ہوتے ہیں.... اور وہ ابھی تک بے ہوش ہیں۔"

"اوہ اچھا۔" دوسری طرف سے کہا گیا.... اور ساتھ ہی ریسیور پٹخ دیا گیا۔

"اب کیا کیا جائے.... یہ تو اب تک ہوش میں نہیں آئے۔"

"ہسپتال لے جانا پڑے گا۔"

"اچھی بات ہے.... تو پھر آپ ایمبولینس کو فون کریں۔"

تھوڑی دیر بعد امانت صاحب کو ایمبولینس کے ذریعے ہسپتال پہنچادیا گیا.... وہاں کئی ڈاکٹرز نے مل کر انہیں چیک کیا.... انہیں ہوش میں لانے

کی تدبیریں شروع ہوئیں۔

○☆○

ادھر ان کے دفتر میں.... وزیر خارجہ بہت بے چین تھے.... میٹنگ اب تک شروع نہیں ہو سکی تھی.... آخر انہوں نے اپنے ایک نائب سے کہا۔

"بھئی ناگری اگر امانت صاحب کو اب تک ہوش نہیں آسکا تو غیر ملکی زبانیں جاننے والے کسی اور ماہر کی خدمات عارضی طور پر حاصل کرلیں۔"

"جی بہت بہتر.... میں کوشش کرتا ہوں۔" ناگری نے فوراً کہا۔

ایک گھنٹے بعد ترجمہ کرنے والے کا انتظام ہوگیا.... اور میٹنگ شروع ہوگئی.... اس میٹنگ میں بہت اہم معاہدے طے پائے.... ان معاہدوں کو باقاعدہ تحریر میں لایا گیا.... ان پر سب کے دستخط کرائے گئے.... اس طرح یہ کام مکمل ہوا۔

اس کے تین گھنٹے بعد دوپہر کے وقت کہیں جاکر امانت صاحب کو ہوش آیا.... گھڑی دیکھتے ہی وہ اچھل پڑے۔

"اف مالک.... مجھے تو دفتر جانا تھا اور میں سویا پڑا ہوں.... ارے ہائیں.... یہ میرے گھر کا کمرہ تو نہیں ہے۔" انہوں نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔

"جی نہیں یہ تو ہسپتال ہے اور آپ نیند میں نہیں تھے.... آپ بے

ہوش ہوگئے تھے۔" ہسپتال کی نرس نے بتایا۔

"کیا کہا.... میں بے ہوش ہوگیا تھا.... لیکن کیسے؟"

"ایک مکھی.... عجیب سی مکھی نے آپ کو کاٹ لیا تھا۔" ارشی نے بتایا۔

"اوہ ہاں یاد آیا.... وہ.... وہ مکھی کہاں ہے۔؟"

"آپ کو کاٹ لینے کے بعد تو وہ نظر نہیں آتی.... ویسے بھی اس کا خیال ہی کب رہ گیا تھا۔"

"ہوں خیر.... دفع کرو، میں اب دفتر جاؤں گا، وہاں سر بہت ناراض ہو رہے ہوں گے۔"

"میٹنگ ہوچکی ہے.... انہوں نے زبانوں کے کسی اور ماہر کو بلالیا تھا۔"

"اوہو اچھا.... لیکن مجھے وہاں جانا تو چاہیے۔"

"آپ کی مرضی.... اگر آپ خود کو ٹھیک محسوس کررہے ہیں تو چلے جائیں۔"

وہ دفتر پہنچے.... وزیر خارجہ دفتر میں نہیں تھے.... البتہ ان کے سیکرٹری ناگری صاحب ضرور موجود تھے۔

"اوہ امانت صاحب آپ.... آپ ہوش میں آگئے۔"

"جی ہاں! بس آہی گیا.... معاہدے کا کیا بنا۔"

"ہوچکا ہے۔" ناگری نے کہا۔

"میں اس کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"لیکن معاہدہ تو سیل کر دیا گیا ہے.... اور اس الماری کو بھی سیل کر دیا گیا ہے جس میں معاہدہ رکھا گیا ہے۔"

"لیکن میں اس کو پڑھ کر دیکھنا چاہتا تھا۔"

"تب پھر آپ وزیر خارجہ صاحب سے اجازت لیں.... وہ اجازت دے دیتے ہیں تو سیل توڑ دوں گا۔"

"اس وقت وہ کہاں مل سکیں گے۔"

"اس وقت کا تو پتا نہیں' ہاں شام کو وہ گھر مل جائیں گے۔"

"بہت بہتر!" انہوں نے مایوسانہ انداز میں کہا اور لوٹ آئے۔

شام کو وہ وزیر خارجہ کے گھر پہنچے.... انہیں دیکھ کر وہ بولے۔

"آئیں بھئی امانت.... آپ ٹھیک ہو گئے۔"

"جی بس.... ہو ہی گیا.... میں دراصل اس معاہدے کو پڑھنا چاہتا تھا۔"

"کیوں.... خیر تو ہے۔"

"پتا نہیں سر.... جس مترجم کو آپ نے بلایا تھا.... اس نے کیا ترجمہ کیا ہو گا۔"

"میرے خیال میں تو وہ بھی ترجمہ کرنے میں ماہر ہیں.... لاشاری شاہ۔"

"خیر.... وہ ضرور ماہر ہوں گے.... آپ مجھے ایک نظر معاہدے کو دیکھنے کی اجازت دے دیں۔"

"جب کہ میرے خیال میں تو اس کی ضرورت نہیں۔"

"میں ضرورت محسوس کر رہا ہوں سر۔"

"اچھی بات ہے.... میں ناگری کے نام رقعہ لکھوا دیتا ہوں۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"بہت بہت شکریہ سر۔" امانت نے خوش ہو کر کہا۔

اور انہوں نے رقعہ لکھ دیا.... امانت نے الفاظ پڑھے.... انہوں نے لکھا تھا کہ امانت صاحب کو معاہدہ پڑھنے دیا جائے۔

رقعہ لے کر وہ اس وقت ناگری صاحب کے دفتر کی طرف روانہ ہو گئے.... وہاں پہنچے تو ناگری صاحب دفتر میں نہیں تھے.... پہلے تو وہ ان کا انتظار کرتے رہے.... پھر تنگ آ کر ان کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے.... ناگری صاحب گھر بھی نہیں ملے.... گھر والوں نے بتایا کہ وہ کسی دوست کے گھر گئے ہیں.... اور انہیں دوست کا نام پتا بتا کر نہیں گئے۔

"خیر کوئی بات نہیں.... صبح دفتر میں ملاقات تو ہو ہی جائے گی۔"

"یہ کہہ کر وہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے.... عین اس وقت انہوں نے اپنی طرف ایک تیز رفتار گاڑی کو آتے دیکھا۔

○☆○

خبردار

انہوں نے بیگم امانت کی کہانی کو غور سے سنا.... پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"آپ کا مطلب ہے.... ہوش میں آنے کے بعد وہ وزیر خارجہ کے گھر گئے تھے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہاں! معاہدے کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے، لیکن لوٹ کر نہیں آئے۔"

"آپ نے ان کے گھر فون کیا؟"

"جی ہاں! ان کا کہنا ہے، وہ ان کے پاس آئے تھے اور ناگری کے نام رقعہ لے کر چلے گئے تھے.... ناگری کہتے ہیں رقعہ لے کر وہ ان کے پاس نہیں آئے۔"

"اوہ! تب پھر وہ کہاں چلے گئے۔" محمود کے منہ سے نکلا۔

"اس بات نے تو ہمیں پریشان کردیا ہے۔" بیگم امانت نے کہا۔

"اس سارے معاملے میں سب سے زیادہ عجیب وہ مکھی ہے.... کیا

امانت صاحب کے بے ہوش ہونے کے بعد وہ مکھی پھر نظر نہیں آئی۔"

"جی نہیں.... پھر وہ نظر نہیں آئی.... یوں بھی ہمیں تو ابو کی پڑگئی تھی۔" ارشی بولی۔

"ہوں.... واقعی.... معاملہ پراسرار ہے.... ہمیں آپ کے گھر کا معائنہ کرنا پڑے گا.... کیونکہ ان کی بے ہوشی کی ضرور کوئی بہت بڑی اہمیت ہے۔"

"تو پھر آپ لوگ چلیں گے نا.... ہمیں اس طرح بہت اطمینان نصیب ہوگا۔"

"بالکل ٹھیک.... ہم ابھی چند منٹ تک چلنے کے قابل ہوسکیں گے۔"

"کوئی بات نہیں۔" بیگم امانت نے فوراً کہا۔

وہ اندرونی کمرے میں آئے۔

"تم لوگوں کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔"

"کوئی گہرا چکر ہے.... دیکھنا پڑے گا۔"

آخر وہ تیار ہوکر امانت کے گھر آئے.... پہلے انہوں نے اس کے باغیچے کا بغور معائنہ کیا۔

"ہاں تو وہ مکھی کس پھول پر بیٹھی تھی۔"

"اس.... اس.... اس۔" ارشی کی خوف زدہ آواز سنائی دی.... ساتھ ہی خالدہ نے چیخ ماری۔

"کک.... کیا ہوا بھئی۔"

"وہ پھر اس پھول پر بیٹھی ہے.... وہ نیلا پھول۔"

ان کی نظریں نیلے پھول پر جم گئیں.... ایک سرخ رنگ کی بڑی سی مکھی اس پھول پر بیٹھی تھی.... انسپکٹر جمشید پھول کی طرف بڑھے۔

"رک جائیے.... آگے نہ جائیے۔" بیگم امانت نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

انسپکٹر جمشید رک گئے.... پرسکون انداز میں ان کی طرف مڑے اور سرد آواز میں بولے۔

"آپ لوگ اندر جائیں اور کمرہ بند کر کے بیٹھ جائیں.... اس سے ہم نبٹ لیں گے۔"

"آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔"

"پکڑیں گے اس مکھی کو۔"

"نن نہیں.... یہ خطرناک ہے۔" بیگم امانت نے گھبرا کر کہا۔

"میں نے آپ سے کہا نا.... آپ دروازے بند کر کے بیٹھ جائیں، جب ہم اسے پکڑ لیں گے تو پھر آپ کو آواز دیں گے۔"

"اچھی بات ہے.... جیسے آپ کی مرضی۔"

وہ اندر چلے گئے.... انسپکٹر جمشید نے اپنی جیب سے رومال نکالتے ہوئے کہا۔

"خیال رہے بھئی.... ہمیں اسے زندہ پکڑنا ہے۔"

"جی بہتر!" تینوں ایک ساتھ بولے اور پھر انہوں نے بھی رومال نکال

لیے۔

اب وہ اس پھول کی طرف بڑھے.... اچانک مکھی پھول پر سے اڑ گئی.... اور اوپر ہی اوپر اڑتی چلی گئی۔

"افسوس! وہ نکل گئی۔"

"شاید اس نے خطرہ بھانپ لیا تھا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"آؤ اندر چل کر کچھ دیر بیٹھتے ہیں، پھر باغیچے میں آ کر دیکھیں گے۔"

وہ اندر کی طرف بڑھے.... لیکن اسی وقت فاروق نے مڑ کر دیکھ لیا۔

"اوہو.... وہ اسی پھول کے اوپر چکر کاٹ رہی ہے۔" وہ چلا اٹھا۔

انسپکٹر جمشید تیزی سے مڑے.... پھر ان سے بولے۔

"ایک منٹ! اب تم یہیں ٹھہرو، میں اکیلا اسے پکڑوں گا۔"

"کہیں.... یہ آپ کو کاٹ نہ لے۔"

"دیکھا جائے گا۔"

اب وہ دبے پاؤں آگے بڑھے، رومال ان کے ہاتھ میں تھا، نزدیک پہنچ کر چند سیکنڈ تک وہ اس کے گردش کرنے کے انداز کو دیکھتے رہے، پھر ان کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا.... انہوں نے رومال کو ایک سمت میں گرتے دیکھا.... رومال ایک جھٹکے سے نیچے آیا تھا.... اور پھر وہ رومال کو ایک جگہ سے پکڑ کر ان کی طرف آئے۔

"میں نے اسے پکڑ لیا ہے۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات۔"

"چلو ان لوگوں کو بتادو..... پھر ہم چلتے ہیں۔"

محمود نے دروازے پر دستک دی اور بولا۔

"آپ دروازہ کھول سکتے ہیں..... ہم نے مکھی کو پکڑلیا ہے۔"

"ارے! کیا واقعی۔؟"

"ہاں! بالکل..... اور اب ہم جارہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں..... یہ کہ آپ کو تو تلاش کرنا چاہیے تھا امانت صاحب کو اور آپ مکھی کے چکر میں پڑگئے ہیں' اس نے مجھے اور پریشان کرکے رکھ دیا ہے' ہم تو آپ کے پاس بہت امید لے کر گئے تھے۔"

"ہمارا طریقہ کار دوسروں سے بالکل مختلف ہے..... عام پولیس والوں کی طرح نہیں ہے..... آپ پریشان نہ ہوں..... ہم انشاء اللہ بہت جلد ان کا سراغ لگالیں گے..... رہا اس مکھی کا معاملہ..... یہ چکر شروع ہی اس مکھی سے ہوا تھا..... لہٰذا ہم جاننا چاہتے ہیں..... یہ کیا بلا ہے' اس قسم کی مکھی ہمارے ملک میں پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔"

"خیر..... جیسے آپ پسند کریں..... میں تو بس اتنا چاہتی ہوں کہ امانت صاحب گھر آجائیں۔"

"آپ دعا کریں۔"

اور وہ وہاں سے نکل آئے..... اب وہ سیدھے تجربہ گاہ پہنچے' پروفیسر داؤد انھیں دیکھ کر کھل اٹھے۔

"آج آئے گا مزا۔" وہ چلائے۔

"یہ آپ نے کیسے کہہ دیا..... ہو سکتا ہے..... وہ نہ آئے۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"کک..... کون؟" پروفیسر داؤد بولے۔

"جی مزا۔" اس نے فوراً کہا۔

"یار ایک تو تم بروقت جملہ اچک لیتے ہو۔" پروفیسر داؤد برا مان گئے۔

"ارے ارے انکل آپ اور فاروق کی بات کا برا مان گئے..... یہ تو عجیب بات ہوگئی۔" محمود نے شریر لہجے میں کہا۔

"لیکن سچ مچ کہاں مانا ہوں۔"

"تو پھر..... کیا جھوٹ موٹ مانے ہیں۔"

"ہاں بس..... یہی سمجھ لو۔"

"اس وقت ہمیں ایک مکھی یہاں لائی ہے۔" انسپکٹر جمشید نے جلدی سے کہا..... انہیں ڈر تھا..... ان کی باتیں لمبی نہ ہوجائیں۔

"حیرت ہے' کمال ہے..... اب مکھیوں کے ذریعے تم یہاں آیا کرو گے۔"

"لیکن وہ مکھی..... عام مکھی نہیں ہے۔"

"چلو خاص مکھی ہوگی..... ہائیں کیا کہا..... خاص مکھی..... کیا مکھیاں بھی عام اور خاص ہوتی ہیں۔" وہ حیران رہ گئے۔

"پہلے آپ اس کو دیکھ لیں..... لیکن شیشے کے ایک جار میں..... ورنہ یہ

اڑ جائے گی۔"

انھوں نے رومال میں قید مکھی ان کی طرف بڑھادی۔

"یہ کیا.... مکھی رومال میں ہے۔"

"ہاں! اس کو پکڑ کر لائے ہیں نا.... یہ بتادوں.... مکھی خطرناک ہے.... اس کے کاٹنے سے ایک آدمی کئی گھنٹے کے لیے بے ہوش ہوچکا ہے۔"

"اوہو اچھا.... کمال ہے.... لیکن تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔"

"آپ یہ دیکھیں.... یہ مکھی کیا بلا ہے۔"

"اب مکھیاں بھی بلا ہونے لگیں۔" پروفیسر گھبرا گئے۔

اور وہ مسکرانے لگے.... وہ رومال لے کر اپنے خاص کمرے میں چلے گئے.... پندرہ منٹ بعد وہ باہر آئے تو ان کے چہرے پر حیرت اور خوف کے آثار تھے۔

"حیرت انگیز جمشید.... حیرت انگیز۔"

"میں کب سے اتنا حیرت انگیز ہوگیا۔"

"میں تمہاری نہیں.... مکھی کی بات کررہا ہوں۔"

"گویا حیرت انگیزی میں اب ہم اس مکھی سے پیچھے رہ گئے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

انسپکٹر جمشید مسکرادیے.... ایسے میں پروفیسر داؤد نے کہا۔

"مکھی بہت زہریلی ہے.... شہد کی مکھی کی طرح اس کے منہ میں ایک ڈنک ہے.... اس ڈنک کے ذریعے وہ جسے بھی ڈستی ہے.... اسے بے ہوش

کردیتی ہے.... میں نے اپنے ایک خرگوش کو اس کے ذریعے بے ہوش کرایا ہے۔"

"اوہ.... آپ نے اس کے زہر کا تجزیہ کرایا۔"

"میرے اسسٹنٹ اب یہ کام کررہے ہیں.... چند منٹ بعد اور باتیں معلوم ہونے کی امید ہے۔"

"بہت خوب!" ان کے منہ سے نکلا۔

تھوڑی دیر بعد ان کا اسسٹنٹ اندر داخل ہوا۔

"سر.... مکھی کا زہر بہت خطرناک ثابت ہوا ہے.... صرف ایک مکھی کا زہر دس انسانوں کو ختم کرسکتا ہے۔"

"تب پھر امانت صاحب کس طرح بچ گئے۔"

"امانت.... کس کی امانت بچ گئی۔" پروفیسر داؤد بے خیالی کے عالم میں بولے۔

"امانت.... جن کے گھر سے میں یہ مکھی پکڑ کر لایا ہوں.... اس نے انھیں کاٹ کھایا تھا.... وہ اس کے کاٹنے سے صرف بے ہوش ہوئے تھے، جب کہ یہ بتارہے ہیں.... ایک مکھی کے زہر سے کئی آدمی ہلاک ہوسکتے ہیں۔"

"جی ہاں! بات یہی ہے۔" اس نے کہا۔

"ہوسکتا ہے.... امانت صاحب کے جسم میں زہر کی بہت تھوڑی مقدار داخل ہوئی ہو۔"

"سوال یہ ہے کہ یہ مکھی یہاں آئی کہاں سے؟ ہمارے ملک میں تو ایسی مکھیاں ہوتی ہی نہیں۔"

"میں اس بارے میں کیا بتا سکتا ہوں بھلا.... جاسوس تم ہو یا میں۔"

"آپ نہیں بتائیں گے تو کون بتائے گا.... ہاں ترکیب میں بتا دیتا ہوں۔"

انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"ترکیب اور آپ بتائیں گے.... پھر فرزانہ کیا کرے گی۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"اوہ.... خیر.... فرزانہ تم بتاؤ۔"

"جی وہ.... میں.... بھلا میں کیا بتاؤں۔"

"اس مکھی کے بارے میں جاننے کے لیے ہم کیا کریں۔" وہ بولے۔

"صاف ظاہر ہے.... لائبریری سے وہ کتاب نکالی جائے گی.... جس میں دنیا بھر میں ملنے والی مکھیوں کے بارے میں معلومات درج ہوں۔"

"اوہ ہاں! اس قسم کی ایک کتاب میری لائبریری میں ہے۔" پروفیسر داؤد چونک کر بولے۔

"اور ایک عدد میری لائبریری میں بھی ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جاؤ بھئی.... وہ کتاب نکال لاؤ۔" پروفیسر نے اسسٹنٹ سے کہا۔

جلد ہی وہ اس کتاب کی ورق گردانی کر رہے تھے.... اور وہ مکھی جار میں بند ان کے سامنے موجود تھی.... وہ ایک نظر اس کتاب پر ڈالتے.... تو

دوسری نظر اس جار والی مکھی پر.... اس طرح وہ آگے بڑھتے چلے گئے، آخر ایک جگہ سب کی نظریں اٹک کر رہ گئیں۔

بالکل ایسی مکھی کی شکل کتاب کے اس صفحے پر بنی تھی۔

"اف مالک! بالکل یہی ہے۔" انسپکٹر جمشید چلائے۔

"اور اس کی تفصیلات بھی موجود ہیں.... پہلے ہم یہ تفصیلات پڑھ لیں۔" پروفیسر داؤد نے کہا۔

وہ ایک ساتھ اس تحریر کو پڑھنے کے لیے جو جھکے تو سر آپس میں ٹکرا گئے.... لیکن.... تحریر پڑھنے کی بے چینی اس قدر تھی کہ انہوں نے کوئی پروا نہ کی اور جلدی جلدی پڑھتے چلے گئے۔ جوں جوں وہ پڑھ رہے تھے ان کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھیں.... تحریر مکمل ہونے پر انسپکٹر جمشید نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"اف مالک! اس قدر خوف ناک۔"

"اوہ.... اوہ وہ پھول۔" فاروق کے منہ سے نکلا۔

"اوہ ہاں! آؤ.... جلدی کرو.... ہمیں اس پھول کی بھی ضرورت ہے۔"

انہوں نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی.... افراتفری کے عالم میں وہ امانت کے گھر تک پہنچے.... محمود نے گھنٹی بجائی تو ارشی نے دروازہ کھولا اور انہیں دیکھ کر حیرت زدہ انداز میں بولی۔

"اوہ آپ.... خیر تو ہے۔"

"ہمیں جلدی سے باغیچے تک لے چلیں.... مم.... مگر نہیں.... آپ گھر

کے اندر رہیں.... صرف ہم باغیچے میں جائیں گے۔"

"ہاں! یہ ٹھیک ہے.... آپ دروازہ اندر سے بند کرلیں۔"

یہ کہ کر وہ آگے بڑھ گئے.... ساتھ ہی انہوں نے دروازہ بند ہونے کی آواز سنی.... وہ باغیچے میں آئے، پودے پر پھول اسی طرح کھلا ہوا تھا.... لیکن اب وہاں کوئی مکھی نہیں تھی۔

"فاروق! اپنی جیب سے قینچی نکالو.... میں اس پھول کو قدرے نیچے سے کاٹ لیتا ہوں۔"

"لیکن ابا جان.... آپ اس پودے کو ہی کیوں نہیں اکھاڑ لیتے.... اس کا یہاں رہنا خطرناک ہے۔"

"اوہ ہاں!" وہ بولے.... پھر فاروق کی طرف مڑے۔

"قینچی کی بجائے اب تم چاقو نکالو۔"

"بہت مشکل سے قینچی ملی تھی.... چاقو اس سے بھی مشکل سے ملے گا.... لہٰذا آپ محمود کی ایڑی والا چاقو لے لیں۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"تمہاری جیب کا جتنا فائدہ ہے.... اتنا نقصان بھی ہے۔" انہوں نے جھلا کر کہا اور محمود سے بولے۔

"نکالو یار تم اپنا چاقو۔"

"محمود نے فوراً ہی چاقو انہیں دے دیا.... وہ پودے کے پاس بیٹھ گئے.... ابھی انہوں نے چاقو کھولا ہی تھا اور ہاتھ کو زمین کی طرف لے کر گئے ہی تھے کہ فرزانہ کی چیخ سنائی دی۔

"خبردار ابا جان.... مکھیوں کی فوج آرہی ہے۔"

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

اور پھر انسپکٹر جمشید لوٹ لگا کر پودے سے دور ہٹ گئے.... انہوں نے دیکھا.... ان گنت مکھیاں اس پودے کے اردگرد منڈلا رہی تھیں.... اور یہ بالکل ویسی ہی مکھیاں تھیں۔

"اف مالک.... اتنی مکھیاں.... اب ہم کیا کریں.... گھر والے بھی اب خطرے کی زد میں ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"فوراً اندر چلیں.... دروازے اور کھڑکیاں بند کرلیں.... ورنہ ہم تو گئے کام سے.... ان مکھیوں نے ابھی تک ہمارا رخ نہیں کیا، اگر انہوں نے ہمارا رخ کرلیا تو ہم اتنی مکھیوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں کرسکیں گے۔" فرزانہ نے چیخ کر کہا۔

انہوں نے فوراً اندر کی طرف دوڑ لگادی.... جونہی دروازے پر دستک دی.... دروازہ کھل گیا اور خالدہ کی خوف میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"کک.... کیا بات ہے انکل۔"

کوئی جواب دیے بغیر وہ اندر داخل ہوگئے.... اور فوراً دروازہ بند کرلیا.... ایسے میں فرزانہ کی چیخ نے ان کے دل ہلا کر رکھ دیے۔

○☆○

نن.... نہیں

وہ فرزانہ کی طرف مڑے.... فرزانہ ایک کھڑکی کی طرف دیکھ رہی تھی.... انہوں نے بھی کھڑکی کی طرف دیکھا.... کھڑکی میں شیشے لگے ہوئے تھے.... ان شیشوں کے دوسری طرف سینکڑوں مکھیاں موجود تھیں۔

"ارے باپ رے.... اتنی مکھیاں۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"اور یہ سب کی سب اندر داخل ہوجانا چاہتی ہیں.... تاکہ ہم سب کو کاٹ سکیں۔" فرزانہ بولی۔

"ہم گھر گئے۔" انسپکٹر جمشید نے پریشان آواز میں کہا اور فون کی طرف لپکے.... پہلے انہوں نے پروفیسر داؤد کے گھر کے نمبر ڈائل کیے.... سلسلہ ملتے ہی وہ بولے۔

"پروفیسر صاحب! ہم امانت صاحب کے گھر میں گھر گئے ہیں.... گھر کے اردگرد سینکڑوں مکھیاں موجود ہیں.... ہم نے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کر رکھے ہیں.... اب کیا کریں۔"

"یہ تم نے بہت خوف ناک خبر سنائی.... یہ کیڑوں پتنگے اوپر سے بھی

ڈنگ ماریں تو بھی زہر جسم میں داخل ہوجاتا ہے.... لہٰذا ربڑ کا لباس پہن کر ہی ان کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے.... وہ بھی سر سے لے کر پاؤں تک کا لباس۔"

"لیکن پروفیسر صاحب.... ایئرکنڈیشنڈ گاڑی میں بیٹھ کر بھی تو آپ آسکتے ہیں اور ان پر گیس کا چھڑکاؤ کریں.... بس یہ پٹ سے مرجائیں گی۔"

"اوہ ہاں.... لیکن اس کے لیے بھی انتظام کرنا ہوگا.... گاڑی میں سے گیس فائر کرنے کے لیے سوراخ وغیرہ بنوانا ہوگا.... اس سوراخ میں پہلے سے گیس پائپ گزارنا ہوگا.... مجھے یہ بھی علم نہیں.... یہ کس گیس سے مرسکتی ہیں اور کس سے نہیں۔"

"تب پھر آپ کے پاس جو مکھی ہے.... اس پر پہلے ایک گیس آزمائیں.... پھر دوسری اور اسی طرح تیسری.... جس گیس سے مکھی فوراً مرجائے.... وہ گیس لے کر آجائیں۔"

"چلو ٹھیک ہے.... میں آرہا ہوں.... تم فکر نہ کرو۔"

"فکر کیے بغیر تو میں نہیں رہ سکتا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"وہ کیوں۔"

"سوال یہ ہے کہ آخر اتنی تعداد میں یہ مکھیاں آکہاں سے گئیں.... ہم نے اس کتاب میں پڑھا ہے کہ اس قسم کی مکھیاں افریقہ میں پائی جاتی ہیں.... لیکن وہاں کے لوگ ایک درخت کا پھل کثرت سے کھاتے ہیں جس کی بنا پر مکھی کا زہر ان کے جسم پر بالکل کوئی اثر نہیں کرتا.... اگر وہ اس درخت کا پھل نہ کھائیں تو بھی تھوڑا بہت اثر ہوتا ہے.... جس کا مطلب

یہ ہے کہ وہاں کی آب و ہوا میں خودبخود اس پھل کے اثرات پھیلے رہتے ہیں.... جس وجہ سے ان مکھیوں کے زہر کا اتنا اثر نہیں ہوتا.... لیکن ہمارے ملک میں وہ پھل نہیں ہے.... نہ اس پھل والی آب و ہوا ہے.... لہٰذا اس جگہ یہ مکھیاں انتہائی خطرناک ہیں.... اب یہ خودبخود تو آنے سے رہیں.... ظاہر ہے کہ انہیں کوئی شخص لے کر آیا ہے.... اور اس کے ارادے نیک نہیں ہیں۔"

"ہاں! یہ تو خیر ہے.... خیر میں آرہا ہوں۔" پروفیسر داؤد بولے۔

وہ انتظار کرنے لگے.... اب انہیں تمام کھڑکیوں پر مکھیاں چپکی نظر آرہی تھیں.... وہ اللہ کا شکر بار بار ادا کررہے تھے کہ اس مکان کے دروازے ایئرکنڈیشن لگوائے گئے تھے.... ورنہ اس وقت تک ان گنت مکھیاں اندر آچکی ہوتیں۔

"ایک بات اور ابا جان.... جو گیس چھڑکی جائے گی.... کیا وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔" ایسے میں محمود نے کہا۔

"اول تو ہم کمرے میں ہیں.... یہاں گیس نہیں چھڑکی جائے گی.... گیس باہر مکھیوں پر اثر کرے گی.... دوسرے یہ کہ اس گیس کے اثرات کے بارے میں پروفیسر صاحب کو زیادہ معلوم ہوگا.... لہٰذا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"چلئے ٹھیک ہے.... نہیں ہوتے پریشان.... ہمارا کیا جاتا ہے' نہ پریشان ہوکر۔" فاروق مسکرایا۔

آخر پروفیسر داؤد بند گاڑی میں وہاں پہنچے اور گھر کے چاروں طرف گیس چھڑکی گئی.... مکھیاں تڑاتڑ گرتی چلی گئیں.... جب انہیں پوری طرح اطمینان ہوگیا اور گیس کا اثر بھی ختم ہوگیا تو پھر مکان کے دروازے کھولے گئے.... اور انہیں باہر آنا نصیب ہوا۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے.... اس قید سے تو نجات ملی۔" محمود نے کہا۔

"گویا ہم ان مکھیوں کے قیدی تھے۔" فرزانہ نے کہا۔

"بھئی واہ! یہ تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔"

"ہوسکتا ہوگا.... ہم نے کوئی ناولوں کے ناموں کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"اور اگر ہم ٹھیکہ لے بھی لیں تو۔"

"اوہو بھئی ختم کرو.... پہلے ہم کام کی باتیں کرلیں.... ہاں بھئی آپ بتائیں.... وہ نیلے پھول والا پودا آپ لوگ کہاں سے لائے تھے.... خودبخود باغیچے میں اگ نہیں گیا ہوگا۔"

"اوہ ہاں! یاد آیا.... اس پودے کو دیکھ کر تو واقعی ہم بہت حیران ہوئے تھے۔" ارشی نے کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"ایک صبح ہم باغیچے میں گئے تو وہاں وہ پھول دیکھا.... پودے پر کھلا ہوا اکیلا پھول.... ہم نے حیران ہوکر ایک دوسرے کی طرف دیکھا کہ یہ پودا یہاں کہاں سے آگیا.... اس قسم کا پھول بھی ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا

تھا.... یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ راتوں رات کوئی پودا خود بخود اگ آئے اور اتنا بڑا ہو جائے.... لیکن ہم حیران ہونے کے سوا کچھ نہ کر سکے۔"

"کیوں.... کیا آپ نے اس کی جڑ کے آس پاس کی زمین نہیں دیکھی تھی۔"

"زمین دیکھی تھی.... لیکن اس سے ایک دن پہلے ہی مالی نے آکر کھدائی وغیرہ کی تھی.... صفائی کی تھی.... لہٰذا کوئی فرق نظر نہ آیا۔"

"مالی نے جس وقت صفائی اور کھدائی کی تھی.... اس کے جانے کے بعد آپ لوگوں نے باغیچے کو دیکھا تھا۔" انسپکٹر جمشید نے چونک کر پوچھا۔

"جی نہیں۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"اپنے مالی کا پتا بتائیں۔"

"گھر کا پتا تو ہم جانتے نہیں.... البتہ وہ میونسپل گارڈن میں کام کرتا ہے.... نام ہے.... رمضانی۔"

"شکریہ! ہم اسے ڈھونڈ لیں گے۔"

"لیکن یہ مکھیوں کا چکر کیا ہے۔؟"

"ہم بہت جلد شہر کے لوگوں کو بتائیں گے کہ یہ چکر کیا ہے۔"

وہ وہاں سے میونسپل گارڈن پہنچے.... رمضانی مالی انہیں وہیں مل گیا۔

"آپ ذرا ہمارے ساتھ آئیں۔"

"کک.... کیوں جناب.... خیر تو ہے۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ہمارا تعلق پولیس سے ہے۔"

"کیا مطلب؟" اس نے چونک کر کہا۔

"آپ آئیں نا.... ہمارے ساتھ۔" انسپکٹر جمشید نے اسے بازو سے پکڑ لیا.... وہ اور بھی گھبرا گیا۔

وہ اسے جیپ میں لے آئے۔

"آپ اس ملازمت کے علاوہ بھی کہیں کام کرتے ہیں۔"

"جی وہ کیا کروں.... چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تنخواہ میں گزارا نہیں ہوتا.... اس لیے فارغ اوقات میں چند گھروں میں کام کر لیتا ہوں.... لیکن اب نہیں کروں گا۔"

"اچھا کرتے ہیں.... ہم آپ کو روک نہیں رہے۔"

"اوہ اچھا.... تو پھر۔"

"آپ امانت صاحب کے ہاں بھی کام کرتے ہیں۔"

"وہ سرکاری دفتر والے امانت صاحب.... ہاں جی.... میں ان کے ہاں کام کرتا ہوں۔"

"بہت خوب! کل آپ وہاں گئے تھے.... آپ نے کھدائی کی تھی.... صفائی بھی کی تھی۔"

"بالکل ٹھیک۔" وہ بولا۔

"آپ نے وہاں نیلے پھول والا ایک پودا بھی لگایا تھا۔"

"اوہ ہاں! یاد آیا.... لگایا تھا جناب.... کیا آپ کو اس جیسے پودے چاہئیں۔"

وہ اس کا جملہ سن کر حیرت زدہ رہ گئے، پھر انسپکٹر جمشید نے جلدی سے کہا۔

"ہاں! ہمیں ان پودوں کی ضرورت ہے۔"

"آیئے میرے ساتھ۔" اس نے کہا، پھر چونک کر بولا۔

"لیکن اتنی سی بات کے لیے آپ مجھے گاڑی میں کیوں لائے تھے۔"

"اس کی بھی ایک وجہ تھی.... پہلے آپ ہمیں پودے دکھائیں۔"

وہ انہیں باغ کے ایک کونے میں لے گیا.... وہاں ایسے بے شمار پودے رکھے تھے جو ابھی زمین میں نہیں لگائے گئے تھے.... انہی پودوں کے درمیان ایک جگہ نیلے پھول والے پودے رکھے نظر آئے۔

"یہ ہیں وہ پودے۔"

"یہ پودے یہاں کہاں سے آئے۔"

"میونسپل کارپوریشن کے آفیسر ہیں غازی صاحب.... یہ کام ان کے ذمے ہے.... مختلف نرسریوں سے قسم قسم کے پودے خرید کر لانا.... اور میرے حوالے کرنا۔"

"خیر.... ہم ان سے ملیں گے.... سوال یہ ہے کہ آپ نے میونسپل کارپوریشن کا ایک پودا.... امانت صاجب کے گھر میں کیوں لگایا.... کیا یہ بے ایمانی نہیں ہے۔"

"ہاں جناب! ہم لوگ اس قسم کی چھوٹی موٹی بے ایمانیاں تو کرتے رہتے ہیں.... یہ تو ہمارا اصول ہے.... جب کسی گھر میں جاتے ہیں، ایک

آدھ پودا یہاں کا وہاں لے جاتے ہیں اور لگادیتے ہیں.... اس طرح گھر والے ہمیں اس پودے کے پیسے دے دیتے ہیں۔"

"لیکن یہ بے ایمانی ہے۔"

"ہاں! یہ بے ایمانی ہے.... میں تسلیم کرتا ہوں.... کیا آپ اسی سلسلے میں پوچھ گچھ کررہے ہیں۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیا بات ہے.... آپ اس بے ایمانی پر گھبرائے ہوئے نہیں ہیں۔"

"اس لیے کہ اس قسم کی بے ایمانی کرنے کے لیے ہمارے آفیسر کہتے رہتے ہیں.... کبھی کسی آفیسر کے گھر کوئی پودا لگانا پڑتا ہے تو کبھی کسی کے ہاں۔"

"گویا یہ آفیسر لوگ بھی مفت کے پودے اپنے گھروں میں لگواتے رہتے ہیں۔"

"جی ہاں! لہٰذا اگر ہم بھی اپنی مرضی سے چند پودے کچھ گھروں میں لگادیں تو وہ ہمیں ٹوک نہیں سکتے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"ہوں! کیا ان میں سے ایک پودا خاص طور پر امانت صاحب کے گھر لگانے کے لیے کسی نے آپ سے کہا تھا۔"

"خاص طور پر.... جی.... نہیں تو۔"

"دیکھو بھائی.... ہم لوگ صرف سچ سننا پسند کرتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ کا مطلب ہے.... میں جھوٹ بول رہا ہوں۔"

"ہاں! کم از کم اس بارے میں ضرور جھوٹ بول رہے ہیں.... ان میں سے ایک پودا خاص طور پر امانت صاحب کے گھر لگانے کے لیے آپ کو ضرور کسی نے کہا تھا.... اگر آپ سچ نہیں بولیں گے تو پھر ہم آپ کو اپنے دفتر لے جائیں گے اور وہاں جب آپ پر ذرا سی سختی ہوگی تو پھر آپ فرفر بولنے لگیں گے.... بہتر یہ رہے گا کہ آپ یہیں فرفر بول دیں۔"

اس کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا.... آخر اس نے کہا۔

"آپ کا خیال ٹھیک ہے.... مجھے غازی صاحب نے یہ ہدایت دی تھی کہ امانت صاحب کے باغ میں ان میں سے ایک پودا خفیہ طور پر لگا کر آؤں.... خفیہ طور پر لگانے والی بات پر میں حیران ہوا تھا.... کیونکہ اس قسم کی بات انہوں نے پہلے کبھی نہیں کی تھی.... خیر میں گیا اور لگا آیا۔"

"اس قسم کی ہدایات انہوں نے کسی اور گھر کے لیے تو نہیں دی۔"

"جی ہاں! کئی اور گھروں میں لگانے کے لیے انہوں نے کہا ہے۔"

"کیا!!!" وہ اچھل پڑے۔

"ہاں جناب! تین اور گھروں میں تو میں لگا بھی آیا ہوں اور چند گھر ابھی باقی ہیں۔"

"اف میرے مالک.... آیئے جلدی.... ان تینوں گھروں میں ہمیں باری باری جانا پڑے گا.... ورنہ وہ تینوں گھر خطرے میں ہیں۔"

"کیا مطلب؟" رمضانی نے گھبرا کر کہا۔

"آپ ہمارے ساتھ آئیں۔"

انہوں نے اس کا بازو پکڑا اور گاڑی کی طرف دوڑ پڑے.... پھر اسے اپنے ساتھ اگلی سیٹ پر بٹھاتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

"آخر بات کیا ہے.... میرا تو مارے پریشانی کے برا حال ہے۔" رمضانی نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں.... آپ ان میں سے جو گھر سب سے نزدیک ہے.... اس کا راستا بتائیں۔"

"جی بہتر...." اس نے کہا اور راستا بتانے لگا۔

صرف پانچ منٹ بعد وہ ایک گھر کے دروازے پر دستک دے رہے تھے.... یہ گھر ایک مصنف کا تھا.... اس کا نام تھا شاہد بلتانی' جلد ہی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان آدمی کی صورت نظر آئی۔

"جی فرمایئے.... ارے رمضانی بابا.... آپ اور ان لوگوں کے ساتھ.... کیا معاملہ ہے۔"

"معاملہ تو یہی صاحبان بتائیں گے.... میری سمجھ سے تو باہر ہے۔" اس نے کہا۔

"آپ کا باغیچہ کس طرف ہے۔"

"جی اس طرف.... کیوں خیر تو ہے۔"

"ایک منٹ۔" یہ کہ کر وہ اس طرف دوڑ پڑے۔

"باغیچے میں نیلا پھول اپنی بہار دکھا رہا تھا اور اس پر ایک عدد سرخ مکھی موجود تھی۔"

"دیکھ رہے ہو بھئی۔"

"ہاں.... ابھی ان لوگوں میں سے شاید کوئی باغیچے کی طرف گیا ہی نہیں۔"

"ہاں! دوسری وجہ یہ ہے کہ اس گھر میں ابھی وہ خوشبو نہیں پہنچائی گئی ہوگی۔"

"خوشبو.... کک.... کیا مطلب۔" شاہد بلتانی زور سے چونکا۔

"مطلب یہ کہ.... پہلے آپ یہ بتائیں کہ لفظ خوشبو پر آپ اس قدر حیرت زدہ کیوں ہیں۔"

"ابھی ابھی پوسٹ مین ایک پارسل دے گیا ہے.... اس میں سے خوشبو کی شیشی برآمد ہوئی ہے اور ابھی ہم پیکٹ کو کھول ہی پائے تھے کہ آپ آ گئے۔"

"تو پھر دوڑ کر اندر جائیں.... اس شیشی کو ہرگز نہ کھولیں.... بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر کسی الماری میں بند کر دیں۔"

"کیا مطلب.... کیا کوئی خطرہ ہے۔"

"ہاں! بہت بڑا.... آپ جلدی کریں۔" انہوں نے خوفناک انداز میں کہا۔ اس نے اندر کی طرف دوڑ لگادی.... دو منٹ بعد وہ واپس آیا۔

"ابھی شیشی کھولی نہیں گئی تھی.... آپ کی ہدایت کے مطابق میں اس کو پیک کر کے رکھ آیا ہوں۔"

"اب آپ لوگ گھر کے دروازے اندر سے بند کر کے بیٹھ جائیں....

میں ابھی آتا ہوں.... محمود، فاروق، فرزانہ تم ان کے پاس رہو۔"

یہ کہ کر وہ باہر نکل گئے۔

"دروازے بند کر لیں۔"

"آخر بات کیا ہے۔"

"دروازے بند کرنے کے بعد بتائیں گے۔"

"اوہ اچھا۔"

اور پھر تمام دروازے بند کر دیئے گئے.... اس کے بعد انہوں نے اس مکھی اور پودے کے بارے میں انہیں بتایا.... وہ سب دہشت زدہ ہو گئے۔

عین اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی.... وہ اچھل پڑے.... لیکن محمود نے مسکرا کر کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں.... یہ ہمارے والد ہیں۔"

"نن.... نہیں۔" فرزانہ کے منہ سے مارے خوف کے نکلا۔

○☆○

مورچہ

"کیا مطلب.... تمہیں کیا ہوا فرزانہ.... کس بات پر تم اچانک خوف زدہ ہو گئیں۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"دستک دینے کا انداز ابا جان کا ضرور ہے.... لیکن دستک انہوں نے نہیں دی۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے.... وہ ابھی ابھی باغیچے میں گئے ہیں' یہ کہ کر میں آرہا ہوں.... ظاہر ہے.... اس ایک مکھی کو پکڑنے میں انہیں دیر ہی کتنی لگی ہو گی۔"

"لیکن.... یہ دستک انہوں نے نہیں دی۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"خیر.... ہم دروازہ کھولنے سے پہلے اپنا اطمینان کر لیں گے۔"

یہ کہ کر محمود اور فاروق دروازے پر پہنچ گئے۔

"باہر کون ہے۔"

"جلدی دروازہ کھولو.... میں خطرے میں ہوں۔" باہر سے انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی۔

"ہرگز نہیں.... یہ ابا جان نہیں ہیں۔" فرزانہ چلائی۔

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہاں! لیکن۔" فرزانہ نے گھبرا کر کہا۔

"کیا ہوا.... اس قدر گھبرا کیوں گئیں۔"

"گھبراؤں نہ تو کیا کروں' میرے خیال کے مطابق اگر یہ ابا جان نہیں ہیں تو پھر ان کا کیا بنا۔"

"ارے باپ رے...." محمود نے بوکھلا کر کہا اور پھر اس نے سیڑھیوں کی طرف دوڑ لگا دی۔

"ارے ارے.... کیا ہوا.... کہاں جا رہے ہو۔" فاروق چلایا۔

"اوپر۔" اس نے فوراً کہا۔

وہ سمجھ گئے کہ وہ اوپر جا کر کیا کرنا چاہتا ہے.... عین اس وقت دستک پھر ہوئی' ساتھ ہی چیخنے کے انداز میں کہا گیا۔

"کیا بات ہے.... تم نے اب تک دروازہ نہیں کھولا.... کیا جب میں گولیوں سے چھلنی کر دیا جاؤں گا.... اس وقت کھولو گے دروازہ۔" انسپکٹر جمشید کی جھنجلاتی آواز سنائی دی۔

"نن.... نہیں.... یہ واقعی ابا جان نہیں ہیں۔"

"ہاں! اب تو میں بھی یہی کہوں گا.... اس لیے کہ ابا جان بزدل نہیں ہیں کہ خوف زدہ ہو کر دروازہ کھلوائیں گے' وہ ہوتے تو حملہ آوروں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے۔"

فاروق نے جلدی سے کہا۔

"بالکل ٹھیک۔۔۔" فرزانہ بولی۔

اسی وقت ایک فائر کی آواز سنائی دی اور باہر کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔۔۔ پھر انہوں نے محمود کی آواز سنی۔

"میں نے اسے گرادیا ہے۔۔۔ اس کے ہاتھ میں کلاشن کوف تھی۔۔۔ شاید دروازہ کھلتے ہی وہ اندھا دھند فائرنگ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔"

"تب تو اللہ نے بال بال بچایا۔" فاروق نے کہا۔

"کیا خیال ہے۔۔۔ ایک گولی اور داغ دوں۔"

"مرے ہوئے کو کیا مارنا۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"یہ ابھی مرا نہیں۔"

"تم اسے زد پر رکھو۔۔۔ میں انکل اکرام کو فون کرتا ہوں۔۔۔ اور ہاں! کیا باہر باغ کی طرف ابا جان نظر آرہے ہیں۔"

"بالکل نہیں۔" محمود نے فوراً کہا۔

"آخر وہ کہاں گئے۔۔۔ تم ذرا منہ سے الو کی آواز نکالو۔"

"او کے۔" اس نے کہا اور پھر منہ سے الو کی آواز نکالی۔

لیکن جواب میں انسپکٹر جمشید کی طرف سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ "یا تو وہ یہاں نہیں ہیں۔۔۔ کسی اور سمت میں چلے گئے ہیں۔۔۔ یا پھر مکان سے باہر کسی مصیبت میں ہیں۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔۔۔ اب میں اندر نہیں رہ سکتی۔" فرزانہ بولی۔

"اور میں بھی نہیں۔"

"محمود۔۔۔ ہم باہر نکل رہے ہیں۔۔۔ تم اوپر ہی مورچہ سنبھالے رہو۔"

"اچھی بات ہے۔"

"آخر یہ کیا ہورہا ہے۔" شاہد ملتانی نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"آپ لوگ بھی بال بال بچے ہیں۔۔۔ ہم آپ کو تفصیل سنائیں گے۔۔۔ پہلے ذرا حملہ آوروں سے نبٹ لیں۔"

"لیکن یہ حملہ آور ہیں کون لوگ۔۔۔ آپ سے انہیں کیا دشمنی ہے۔" شاہد نے جل کر کہا۔

"آپ غلط سمجھے۔۔۔ یہ ہمارے نہیں۔۔۔ آپ کے دشمن ہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"کک۔۔۔ کیا مطلب؟"

"اب آپ کو مطلب بتانا پڑے گا۔۔۔ نہیں پہلے ہم ان لوگوں سے نبٹیں گے۔"

انہوں نے یک دم دروازہ کھول دیا۔۔۔ اور زمین پر لیٹ کر باہر نکل گئے۔۔۔ محمود کا شکار زخمی تھا اور اس کے جسم سے خون نکل رہا تھا۔۔۔ وہ بے ہوش ہوچکا تھا۔۔۔ وہ آگے بڑھے۔۔۔ انہیں باہر کوئی بھی نظر نہ آیا۔۔۔ اب وہ باہر کی طرف آئے۔۔۔ باغ میں بھی کوئی نہیں تھا۔

"حیرت ہے۔۔۔ ابا جان پھر کہاں ہیں۔؟"

"شاید کسی کے تعاقب میں گئے ہیں۔" فرزانہ بولی۔

"محمود! تم بھی نیچے آجاؤ.... یہاں اب کوئی خطرہ نہیں ہے.... اور انکل اکرام کو فون بھی کر دو۔"

"او کے۔" اوپر سے کہا گیا۔

باغ میں انہوں نے اس پودے کو دیکھا، پودے پر مکھی جوں کی توں موجود تھی، انہوں نے پورے باغ کو دیکھا.... کوئی اور مکھی وہاں نظر نہیں آئی.... واپس لوٹ کر انہوں نے زخمی کو رسی سے باندھ دیا تاکہ وہ فرار ہونے کی کوشش نہ کر سکے۔

کچھ ہی لمحوں بعد وہاں جیپ آکر رکی.... وہ اس کی طرف لپکے.... جیپ سے محمد حسین آزاد باہر نکلا۔

"ارے انکل آپ۔"

"کیوں.... کیا میں نہیں ہو سکتا۔"

"ہو کیوں نہیں سکتے.... لیکن وہ انکل اکرام۔؟"

"وہ کچھ ہی دیر پہلے اچانک کہیں گئے تھے۔"

"کہاں؟"

"کچھ بتایا نہیں تھا.... بڑی تیزی میں تھے۔"

"اوہ.... خیر آپ آئے تو سہی۔"

"کیا معاملہ ہے بھئی۔" محمد حسین آزاد نے پوچھا۔

"ایک مکھی نے ہلچل مچا رکھی ہے۔"

"کیا مطلب.... مکھی نے۔" اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"ہاں انکل...." یہ کہہ کر محمود نے جلدی جلدی تفصیل سنادی۔

"ارے باپ رے.... یہ تو کافی خوفناک حالات ہیں.... خیر.... دشمن کا ایک آدمی تو ہمارے ہاتھ لگ ہی چکا ہے۔"

"اس سے ہم بعد میں بات کریں گے.... پہلے مکھی سے نبٹ لیں۔"

"تت.... تو کیا تم اس کو زندہ پکڑو گے۔" محمد حسین آزاد ہکلایا۔

"نہیں.... اب زندہ پکڑ کر کیا کریں گے، جب کہ ہم اس پر تجربہ کر چکے ہیں، اس کے بارے میں معلومات حاصل کر چکے ہیں۔"

"گویا تم اسے مارنے کی کوشش کرو گے۔"

"ہاں! ایک مکھی کو مارنا کوئی مشکل کام نہیں.... یہ کام مشکل اس صورت میں ہے جب یہ ان گنت ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ باغ میں چلے گئے.... تینوں نے اپنا اپنا رومال ہاتھ میں لے لیا تھا۔

"خیال رہے.... کہیں یہ کاٹ نہ لے۔" محمود نے کہا۔

"اللہ مالک ہے.... اگر ہماری موت.... میرا مطلب ہے، ہم میں سے کسی کی موت اس مکھی کے ہاتھوں لکھی ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔" فرزانہ بولی۔

اور پھر جونہی وہ پھول کے نزدیک پہنچے، مکھی اڑنے لگی.... انہوں نے رومالوں کی زد میں اس کو لینے کی بہت کوشش کی، لیکن کامیاب نہ ہو سکے.... جلد ہی مکھی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔" فاروق نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"ہوا تو خیر بہت کچھ ہے.... ہم نے خوشبو نہیں کھلنے دی.... ورنہ مکھی اندر داخل ہوجاتی۔"

"اور اب ہم حملہ آور سے دو دو باتیں کریں گے۔"

"سوال یہ ہے کہ ابا جان کہاں چلے گئے۔"

"اس سوال کا جواب حملہ آور سے بہتر کون دے سکتا ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

آخر وہ اندر آئے' سب نے ان کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

"افسوس! ہم مکھی تو نہیں پکڑ سکے.... وہ اڑ گئی.... لیکن آپ لوگ فکر نہ کریں' وہ اندر نہیں آئے گی.... اول تو دروازے بند ہیں.... دوسرے اندر خوشبو نہیں پھیل سکی.... یہ مکھیاں دراصل اس پھول کی خوشبو پر آتی ہیں' ان پھولوں کا ہی پرفیوم تیار کرلیا گیا ہے.... تاکہ گھر کے اندر بھی خوشبو پھیل سکے.... مطلب یہ کہ باغیچے میں کوئی مکھی کا شکار نہ ہوسکے تو مکھی خوشبو سونگھ کر اندر کا رخ کرے اور اپنا کام کرڈالے.... گویا دوسروں کو قتل کرنے یا اپنے راستے سے ہٹانے کا یہ ایک انوکھا طریقہ ان لوگوں نے نکالا ہے۔"

"اوہ.... حیرت انگیز۔" محمد حسین آزاد کے منہ سے نکلا۔

"صرف حیرت انگیز نہیں.... خوفناک' ہولناک اور خطرناک بھی۔" فاروق بولا۔

"اگر کوئی اور ناک رہ گئی ہو تو وہ بھی بتادو۔" فرزانہ جل کر بولی۔

"تم تو بس ہر وقت جلتی رہا کرو۔"

"جلتی ہے میری جوتی۔"

"یہ کوئی نئی بات نہیں۔" فاروق نے منہ بنا کر کہا۔

"مجھے ابا جان کی فکر کھائے جارہی ہے.... اور تم دونوں اوٹ پٹانگ باتوں پر اتر آئے ہو۔" محمود بھنا کر بولا۔

"ابا جان بچے نہیں.... وہ حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا خوب جانتے ہیں۔"

"میں نے یہ کب کہا کہ وہ بچے ہیں۔"

"تو پھر؟"

"میرا خیال ہے کہ ہم یہاں محفوظ نہیں ہیں.... کیوں نا ہم گھر چلیں.... وہاں پر ہم ہر قسم کے خطرے سے نپٹنے کی پوزیشن میں ہوں گے۔"

"کہتے تو تم ٹھیک ہو.... لیکن شاہد بلتانی صاحب کو بھی تو تنہا نہیں چھوڑا جاسکتا۔"

"انہیں بھی ہم ساتھ لے چلیں گے۔"

"زخمی کو کس خانے میں فٹ کروگے۔"

"اسے یہاں تو فٹ کرکے جانے سے رہے۔"

"تو پھر چلیں.... انکل.... زخمی کو ہوش آیا کہ نہیں۔" وہ محمد حسین آزاد کی طرف مڑے۔

"ہاں آچکا ہے۔"

وہ اس کمرے میں آئے.... جہاں زخمی کو بند کیا گیا تھا.... اسے رسیوں سے بھی باندھا ہوا تھا۔

"یہ تم مجھے چھوڑ کر کیا کرتے پھر رہے ہو.... میں یہاں اکیلا بور ہورہا ہو۔" زخمی ان کی طرف دیکھ کر بولا۔

"تمہاری بوریت تو ہم ایسی دور کریں گے کہ کیا کسی نے کسی کی کی ہوگی.... تیاری کرلو۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب کی باتیں تو اب اور ہی جگہ پر جاکر ہوں گی۔"

وہ باہر نکلے.... زخمی کو اٹھاکر گاڑی میں سوار کروایا گیا.... جلد ہی وہ گھر کے سامنے موجود تھے۔

بیگم جمشید نے انہیں حیرت بھری نظروں سے دیکھا۔

"یہ کیا.... کون ہے یہ۔" انہوں نے زخمی کی طرف اشارہ کیا۔

"مہمان۔"

"مہمان.... لیکن مہمانوں کے ساتھ یہ سلوک کب سے کرنے لگے ہو۔"

"یہ سرکاری مہمان ہے امی جان.... سمجھا کریں۔"

"اوہ...." ان کے منہ سے نکلا۔

"فرزانہ.... تم دروازے وغیرہ اچھی طرح چیک کرلو.... ہم اس کی خبر

لیتے ہیں۔"

"میرے لئے کیا حکم ہے۔" محمد حسین آزلو نے پوچھا۔

"آپ چلیں انکل.... اب ہم یہاں اس سے نبٹ لیں گے۔"

"شکریہ۔" محمد حسین نے کہا اور جیب کی طرف بڑھ گیا۔

وہ دروازہ بند کرکے زخمی کی طرف مڑے.... وہ انہیں کھاجانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

"ہاں.... اب جلدی سے صاف صاف بتادو۔"

"کیا بتادوں۔؟" اس نے اکھڑ لہجے میں کہا۔

کس کے لیے کام کررہے ہو۔"

"اپنے لیے۔" اس نے کہا۔

"خوبصورت جواب ہے.... ہر انسان اپنے لیے ہی تو کام کرتا ہے۔" فاروق نے خوش ہوکر کہا۔

"اگر تم صرف اپنے لیے کام کررہے ہو تو پھر ان مکھیوں کے بارے میں بتاؤ۔"

"ان کے بارے میں میں کچھ بھی نہیں جانتا۔"

"تب پھر تم کسی اور کے لیے بھی کام کررہے ہو۔"

"وہ تو ظاہر ہے.... ہر انسان دوسروں کے لیے بھی کام کرتا ہے۔"

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے۔"

"پپ.... پتا نہیں۔" اس نے کہا۔

"کیا پتا نہیں۔"

"یہ کہ میرا دماغ خراب ہے یا نہیں۔"

"ہم سمجھ گئے.... تم لاتوں کے بھوت ہو.... باتوں سے نہیں مانو گے۔"

"لاتیں مار کر منا کر دکھادیں.... آپ کو مان جاؤں گا۔"

"اوہو اچھا.... یہ بات بھی ہے۔"

"یہی تو باتیں ہیں۔" وہ ہنسا۔

"یہ تو ٹیڑھی کھیر لگتا ہے۔"

"کوئی بات نہیں.... ہم اس کھیر کو سیدھا کرلیں گے۔" محمود مسکرایا۔

"میں وہ گھی نہیں جو سیدھی انگلیوں سے نکل آئے گا۔"

"اچھا.... محاورے بھی آتے ہیں تمہیں۔"

"یہ پوچھیں.... مجھے کیا نہیں آتا۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"اچھا بھائی.... چلو پھر یہ بتادو.... تمہیں کیا نہیں آتا۔" فاروق نے تنگ آکر کہا۔

"غصہ۔" اس نے فوراً کہا۔

وہ چونک اٹھے.... اس نے واقعی اب تک غصہ نہیں کھایا تھا۔

"تم نے بالکل ٹھیک کہا.... تمہیں واقعی غصہ نہیں آتا.... ویسے تمہارا نام کیا ہے۔"

"حلیم۔" اس نے فوراً کہا۔

"وہ کھانے والا حلیم۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ جو بھی سمجھ لیں میں کوئی اعتراض نہیں کروں گا.... بس مجھے حلیم کہتے ہیں۔"

"اچھا بھائی حلیم.... ویسے.... تمہارے نام کے ساتھ ہی میرے منہ میں پانی آگیا ہے اور اگر اس وقت اتفاق سے ہمارے انکل پروفیسر داؤد یہاں ہوتے تو وہ تو ہوجاتے بے چین۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"اس کی باتیں ذرا دیر سے سمجھ میں آتی ہیں۔" محمود مسکرایا۔

"کم از کم اتنا سمجھادو.... تم نے ہم پر حملہ کیوں کرنا چاہا تھا۔"

"تم لوگ ہمارے راستے کا روڑا ہو۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"کیا کہا.... صرف روڑا.... پتھر کہا ہوتا تو ایک بات بھی تھی.... اور پھر ایک پتھر نہیں.... چار پتھر۔"

"نہیں! میں تم لوگوں کو اپنے راستے کا روڑا خیال کرتا ہوں.... پتھر نہیں.... پتھر بڑی چیز ہوتا ہے.... تم لوگ چھوٹی چیز ہو۔"

"اوہ! ہم سمجھ گئے.... تمہارا اشارہ اس طرف ہے کہ تمہارے راستے کے پتھر ہمارے والد صاحب ہیں۔"

"ہرگز نہیں.... میرے نزدیک وہ بھی روڑے ہیں چھوٹے سے۔"

"ارے میاں جاؤ.... ڈھیر تو تمہیں میں نے کردیا.... اور تم انھیں چھوٹا سا روڑا کررہے ہو.... ہے کوئی تک۔"

"یہ ایک اتفاق تھا.... میں بے خبر تھا.... دوسرے مجھے انسپکٹر جمشید کے

انداز میں دستک دینے کی مشق کرا کر گئے تھے.... لیکن مشق کروانے والے اناڑی تھے غالباً"۔

"کیا مطلب.... کیا یہاں اس قسم کا کوئی ٹریننگ سنٹر ہے۔" محمود چونک اٹھا۔

"ہاں.... باہر سے آنے والے تمام جاسوس پہلے اس ٹریننگ سنٹر میں جاتے ہیں.... رقم ادا کر کے تم لوگوں کے بارے میں ضروری معلومات اور ضروری ٹریننگ حاصل کرتے ہیں۔" اس نے کہا۔

"کیا واقعی۔" وہ ایک ساتھ بولے' یہ خبر ان کے لیے انتہائی حیرت ناک تھی۔

"میں جھوٹ نہیں بولتا۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"اور یہ سنٹر کہاں ہے۔"

"یہ مجھے نہیں معلوم.... کیونکہ یہ بات حد درجے خفیہ رکھی جاتی ہے.... ایئرپورٹ سے بند گاڑی میں اس جگہ تک لایا جاتا ہے.... اس بند گاڑی سے باہر کا منظر بالکل نظر نہیں آتا.... لہٰذا راستے کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔"

"اوہ.... وہاں اور کیا کیا سکھایا جاتا ہے۔"

"انسپکٹر جمشید پارٹی' انسپکٹر کامران مرزا پارٹی اور شوکی برادرز کی عادات' اطوار' آواز.... انداز.... گھریلو معلومات' دفتری معلومات' سکول کی معلومات.... صبح سے رات تک کے تم لوگوں کے معمولات.... یہ تمام

تفاصیل ذہن نشین کرا دی جاتی ہیں.... اور جن باتوں کی عملی تربیت دینا ضروری ہے.... ان کی عملی تربیت.... مثلاً دستک دینے کے انداز کی مجھے باقاعدہ تربیت دی گئی تھی.... لیکن میرا خیال ہے.... تربیت دینے والا خود سو فی صد نقل نہیں کر سکتا' اس لیے مجھ میں بھی کچا پن رہ گیا اور اس لیے میں مار کھا گیا.... اگر کہیں مجھے یہ معلوم ہوتا کہ اس انداز میں کچا پن ہے.... تو میں یہ طریقہ ہی اختیار نہ کرتا کسی اور طریقے سے آتا.... اور تم لوگوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتا۔" اس نے روانی کے عالم میں کہا۔

"اور اب اپنا اصل نام بھی بتا دو۔"

"میرا نام جان کر کیا کرو گے.... ویسے میں نے اگر تمہیں اپنا نام بتا دیا تو تم اچھل پڑو گے.... چونک جاؤ گے.... تمہاری سٹی گم ہو جائے گی.... تمہارے ہوش اڑ جائیں گے۔"

"یہ سب کچھ کیا ایک ہی وقت میں ہو جائے گا۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! میرا نام ہی ایسا ہے۔"

"تب آپ مہربانی فرما کر اپنا نام نہ بتائیں۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔" محمود نے اسے گھورا۔

عین اس وقت دروازے پر دستک ہوئی۔

○☆○

فکر نہ کریں

انسپکٹر جمشید مکھی کو پکڑنے کی نیت سے باہر نکلے تھے.... لیکن جونہی وہ نکلے... انہوں نے کسی کو دوڑ کر ایک گاڑی کی طرف جاتے دیکھا.... وہ مکھی کو بھول گئے اور مکان سے باہر کی طرف دوڑ پڑے.... پھر وہ اپنی گاڑی میں بیٹھے اور اس کار کے تعاقب میں نکل گئے۔

اگلی کار حیرت انگیز رفتار سے جا رہی تھی.... انہیں بھی رفتار بڑھانا پڑی.... سڑک پر رش زیادہ نہیں تھا.... جلد ہی اگلی کار ایک سڑک پر مڑ گئی.... ان کی آنکھوں میں الجھن تیر گئی۔ اس لیے کہ وہ سڑک شہر سے باہر جاتی تھی اور جاتی بھی تھی شمالی پہاڑیوں کی طرف.... ادھر سورج غروب ہونے والا تھا.... تھوڑی دیر بعد اندھیرا پھیل جاتا۔

اچانک انہیں احساس ہوا.... یہ انہیں پھانسنے کی چال ہے.... وہ دل ہی دل میں مسکرا دیے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ دشمن ان کے باہر نکلنے پر دوڑا تھا.... تاکہ وہ اسے دوڑتے دیکھ کر ان کا تعاقب کریں.... اس سے شاید وہ دہرا فائدہ اٹھانا چاہتے تھے.... ایک تو انہیں الجھانا' دوسرے شاید

بلتانی کے گھر میں اپنا کام پورا کرنا۔

گویا ہر طرف سے وار کیا جا رہا تھا.... پہلا پھول کے ذریعے' دوسرا خوشبو کے ذریعے اور اب انہوں نے یہ وار خالی جاتا دیکھا تو تیسرا وار اپنے آدمیوں کے ذریعے.... آخر یہ چکر کیا ہے' وہ سوچ میں گم تعاقب کرتے رہے.... اور پھر پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا.... اچانک انہوں نے کار روک دی.... اگلی کار جلد ہی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ وہ رک کر دیکھنا چاہتے تھے کہ اب وہ کیا کرتے ہیں۔

ایسے میں پیچھے سے ایک بڑی گاڑی نمودار ہوئی.... اور ان کے نزدیک آ کر رک گئی.... سڑک پر اس جگہ دونوں طرف کھائیاں تھیں.... گاڑی سڑک سے نیچے نہیں اتاری جا سکتی تھی.... بڑی گاڑی آڑی کر کے کھڑی کی گئی تھی.... اب کوئی گاڑی پیچھے سے بھی آگے نہیں آ سکتی تھی۔ جب تک کہ اس بڑی گاڑی کو ہٹا نہ لیا جاتا.... مطلب یہ کہ اگر دوسری جگہ سے واپس جانا چاہتے تو واپسی بھی نہیں جا سکتے تھے.... وہ مسکرا دیے.... انہیں روکنے' الجھانے کے انتظامات دشمن کے پاس مکمل تھے.... ایسے میں اگلی گاڑی بھی واپس آتی نظر آئی.... اور نزدیک پہنچ کر وہ بھی آڑی کھڑی ہو گئی۔

"کیا چاہتے ہو دوستو!" انہوں نے بلند آواز میں کہا۔

"سودا کر لیتے ہیں.... یہ پرامن پیش کش ہے.... اگر آپ نے پیش کش منظور نہ کی تو آپ کو ابھی اور اسی وقت راستے سے ہٹا دیا جائے گا۔"

کسی نے آگے سے کہا۔

"اگر تم لوگ مجھے راستے سے ہٹا دینے کی پوزیشن میں ہو تو پھر سودا کیوں کرتے ہو.... صاف ظاہر ہے.... سودا کرنے میں تم کوئی نہ کوئی نقصان تو برداشت کرو گے۔"

"ہمیں نقصان کی پروا نہیں۔" وہی آواز سنائی دی۔

"چلو مان لیا.... تمہیں نقصان کی پروا نہیں.... لیکن زندہ حالت میں میں تم لوگوں کے لیے پھر بھی خطرناک ہوں۔"

"ہم آپ سے خوف زدہ بھی نہیں ہیں۔"

"تب آپ لوگ مجھے ختم کیوں نہیں کر دیتے۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"اس لیے کہ زندہ حالت میں آپ ہمارے کام آ سکتے ہیں.... مردہ حالت میں نہیں۔"

"اوہ! تو آپ لوگ اس خیال میں ہیں کہ میں آپ کے لیے کام بھی کر سکتا ہوں۔"

"ہاں! اسی لیے تو کہہ رہا ہوں.... سودا کر لیتے ہیں۔"

"شاید تم اس ملک میں نئے ہو.... جو جانتے نہیں کہ ہم لوگ رشوت سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔"

"یہ بات بھی میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں.... لیکن آپ ہمارے بارے میں نہیں جانتے۔"

"کیا مطلب۔؟"

"ہم دو بھائی ہیں.... دونوں کو ایک منصوبہ دے کر بھیجا گیا ہے.... آپ اگر ہمارے راستے سے ہٹ جائیں اور ہماری مدد کریں تو یہ ہمارے لیے زیادہ بہتر ہو گا.... ورنہ اس وقت آپ مکمل طور پر ہماری زد میں ہیں.... ہمیں تو صرف بٹن دبانا ہے.... آپ کار سمیت بھک سے اڑ جائیں گے.... ادھر میرا بھائی شاہد بلتانی داخل ہو چکا ہے' آپ کے باہر آ جانے کے چند منٹ بعد اس نے بالکل آپ کے انداز میں دستک دی تھی.... اور اس کے لیے دروازہ کھول دیا گیا تھا۔" اس نے سوفی صد یقین کے لہجے میں کہا۔

"میرے انداز میں کس طرح؟" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اس طرح.... جس طرح میں آپ کی آواز میں بات کر سکتا ہوں۔" یہ جملہ اس نے ان کی آواز میں کہا۔

انہیں حیرت سی ہوئی۔

"یہ تو خیر ٹھیک ہے کہ تم نے منہ سے میری آواز نکالی ہے' لیکن سو فی صد میری آواز نہیں تھی.... ہاں پچانوے فی صد کہہ سکتے ہو۔"

"اگرچہ مجھے یقین تو نہیں کہ پانچ فی صد کی کمی رہ گئی ہے.... لیکن اگر رہ گئی ہے تو اس میں بھی قصور میرا نہیں.... ٹریننگ سنٹر کے انچارج کا ہے۔"

"ٹریننگ سینٹر.... تو کیا تم اپنے ملک سے کسی ٹریننگ سنٹر سے میری آواز کی نقل کرنے کی ٹریننگ لے کر آئے ہو۔"

"یہ بات نہیں.... ٹریننگ سنٹر آپ کے اپنے ملک بلکہ دارالحکومت میں موجود ہے.... کوئی بھی بیرون ملک سے آپ لوگوں کا دشمن کوئی منصوبہ لے کر آئے اور وہ آپ لوگوں کے انداز و اطوار اپنانا چاہے تو وہاں چند دن میں اسے ماہر کر دیا جاتا ہے.... نہ صرف آپ کے اور آپ کے بچوں کے بلکہ انسپکٹر کامران مرزا' شوکی برادرز.... آپ لوگوں کے دوستوں کے بھی.... مثلاً پروفیسر داؤد' خان رحمان.... منور علی خان.... اکرام وغیرہ کے بھی عادات واطوار سکھا دیے جاتے ہیں۔" جلدی جلدی بتایا گیا۔

"یہ خبر میرے لیے حیرت انگیز ہے اور پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"تب آپ میرا شکریہ ادا کریں۔" ہنس کر کہا گیا۔

"شکریہ۔" وہ بولے۔

"آپ یہ سن کر پریشان نہیں ہوئے کہ دوسری بھی اس وقت ایکشن شروع ہو چکا ہے۔"

"وہ بھی آخر میرے بچے ہیں.... لہٰذا میں فکر کیوں کروں۔"

"اچھا خیر.... اب سودے کی بات ہو جائے.... آپ اگر ہمارے لیے کام کرنا پسند کریں تو ہم آپ کو صرف ایک کروڑ روپے سالانہ ادا کر سکتے ہیں۔"

"مجھے کرنا کیا ہو گا۔" وہ حیران ہوئے بغیر بولے۔

"پہلے معاہدہ طے کرنا ہو گا.... پھر بتایا جائے گا.... آپ کی ڈیوٹی کیا ہے.... ایک کروڑ سالانہ جو دے گا.... وہ کوئی سوال نہیں کرنے دے گا۔"

"مجھے یہ سودا منظور نہیں۔"

اسی صورت میں صرف اور صرف موت کو گلے لگانا ہو گا۔" وہ غرا کر بولا۔

"تو پھر شروع ہو جاؤ۔" وہ مسکرائے۔

عین اسی وقت سڑک پر کئی گاڑیوں کا شور سنائی دینے لگا۔

"یہ.... یہ کیا.... اس سڑک پر تو آگے صرف پہاڑیاں ہیں.... اس طرف کون احمق آ گیا ہے۔"

"آپ کو پتا ہو گا.... ٹریننگ لے کر آپ آئے ہیں۔"

"ٹریننگ کے دوران یہی بتایا گیا تھا کہ اس طرف کوئی نہیں آتا.... یہ پہاڑیاں بالکل خشک ہیں.... ڈاکو لوگ عام طور پر ان میں پناہ لے لیتے ہیں.... ورنہ اس طرف کوئی نہیں آتا۔"

"تب پھر تم آنے والے یا والوں سے پہلے نبٹ لو.... مجھ سے پھر بات کر لینا۔"

"سودے کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔"

"ایسے سودے کرنے کے ہم لوگ عادی نہیں ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"خیر.... پہلے میں ان لوگوں سے نبٹ لوں.... اس دوران آپ کو سوچنے کے لیے چند منٹ مل رہے ہیں' ان چند منٹوں میں آپ کو فیصلہ کرنا ہے.... ورنہ پھر آر یا پار۔"

"اوکے.... لیکن آپ ان سے کیسے نمٹیں گے.... وہ بے چارے تو راہ گیر ہیں.... انہیں کسی ضرورت کے تحت آگے جانا ہو گا۔"

"نہیں.... یہ ضرور آپ کے ساتھی ہیں.... آپ نے یا تو گھر سے نکلتے ہوئے بھانپ لیا کہ یہ چال ہے.... یا پھر راستے میں آپ نے محسوس کر لیا کہ گڑ بڑ ہے.... لہٰذا آپ نے اپنے دفتر فون کر دیا ہو گا.... لہٰذا آنے والے آپ کے ماتحت اکرام اور اس کے ماتحت ہیں۔"

"بہت خوب.... معلومات تو آپ کو بہت ہیں.... اور یہ سارا کیا دھرا اس ٹریننگ سنٹر کا ہے.... خیر.... اس سے بھی اب نمٹنا ہو گا۔"

"پہلے ہم سے تو نمٹ لیں۔"

"اوہ ہاں.... آپ نے اپنا نام نہیں بتایا۔"

"کیا کریں گے پوچھ کر.... ڈر جائیں گے سن کر۔"

"واہ! یہ تو شعر ہو گیا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اوہ! میں سمجھ گیا.... آپ مجھے باتوں میں لگا رہے ہیں.... بس اب آپ سے کوئی بات نہیں ہو گی۔"

آواز اگلی کار سے آتی سنائی دی تھی.... گویا وہ اس اگلی کار میں تھا.... اور بعد میں آنے والی بڑی گاڑی میں اس کے آدمی تھے.... لیکن انہوں نے نہ تو اگلی گاڑی سے کسی کو اترتے دیکھا.... نہ پچھلی سے.... البتہ ایک زبردست دھماکا ضرور ہوا اور اس بڑی گاڑی کے پیچھے آنے والی گاڑیوں کے پرخچے اڑ گئے.... انہیں ایک فیصد بھی امید نہیں تھی کہ اس حد تک

کاروائی کی جائے گی۔

لیکن انہوں نے بھی وقت ضائع نہ کیا.... دھماکے کے صرف ایک سیکنڈ بعد کار کا دروازہ ذرا سا کھولا اور نیچے رینگ گئے.... دروازہ آواز پیدا کیے بغیر کھلا تھا اور فوراً بند ہو گیا تھا.... انہوں نے اپنی گاڑی میں اس قسم کے کام کرائے ہوئے تھے.... سینے کے بل رینگتے ہوئے وہ کھائی میں اترتے چلے گئے.... اگر اس وقت قدرے اجالا نہ ہوتا تو اس کھائی میں اترنا بھی موت کو گلے لگانے کے برابر ہوتا۔

"انسپکٹر جمشید.... تمہارے ساتھی اڑ گئے.... اب تم کیا کہتے ہو۔"

انہوں نے جواب میں کچھ نہ کہا.... بس آگے سرکتے رہے.... وہ جلد از جلد کسی محفوظ جگہ پر پہنچ جانا چاہتے تھے۔

"کوئی جواب نہیں ملا.... کار اڑا دو۔" وہی آواز سنائی دی۔

فوراً ہی ایک اور دھماکا ہوا اور ان کی کار بھک سے اڑ گئی.... انہیں بہت افسوس ہوا.... اس کار میں انہوں نے بہت کام کرائے تھے۔ افسوس محسوس کرتے ہوئے بھی انہوں نے آگے بڑھنا جاری رکھا اور آخر وہ ایک کھوہ میں داخل ہو گئے.... یہ کھوہ بہت حد تک محفوظ تھی.... چاروں طرف سے بھی گولیاں برسائی جاتیں، تب بھی وہ ان سے محفوظ رہتے۔

"اوہو! یہ تو واقعی خوف ناک لوگ ہیں۔" وہ بڑبڑائے۔

چند منٹ بعد انہوں نے سڑک کی طرف سے گاڑیوں کے جانے کی آوازیں سنیں.... گویا ان کا خیال یہ تھا کہ کار کے ساتھ وہ بھی بھک سے اڑ

گئے ہیں اور یہ چال بھی ہو سکتی تھی.... تاکہ وہ اپنی خفیہ جگہ سے نکل آئیں.... وہ کافی دیر تک کھوہ میں دبکے رہے.... اس لیے کہ دشمنوں کے پاس خوفناک ترین اسلحہ موجود تھا اور اس کی مدد سے وہ دور رہ کر بھی انہیں اڑا سکتے تھے.... جب کہ ان کے پاس صرف ایک پستول تھا.... اور وہ نزدیک جائے بغیر انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے.... ان حالات میں دبکے رہنا ہی بہتر تھا۔

آخر پورے آدھ گھنٹے کے انتظار کے بعد وہ کھوہ سے نکل کر پتھروں کی اوٹ لیتے سڑک کی طرف آئے.... سڑک پر ہو کا عالم طاری تھا، جلنے والی گاڑیوں سے دھواں اور شعلے اب تک اٹھ رہے تھے.... اپنی گاڑی کو بھول کر وہ پچھلی گاڑیوں کی طرف آئے.... انہیں اکرام اور اس کے ساتھیوں کا خیال ستا رہا تھا.... شالی سڑک شروع ہوتے ہی انہوں نے محسوس کر لیا تھا کہ معاملہ خطرناک ہو سکتا ہے.... لہٰذا انہوں نے اپنی کار میں لگا خفیہ بٹن دبا دیا تھا.... اور اس بٹن کے ذریعے دفتر میں خود بخود اطلاع ہو گئی تھی کہ وہ خطرے میں ہیں اور کس سمت میں ہیں.... لہٰذا صاف ظاہر ہے کہ اطلاع ملتے ہی اکرام اور اس کے ماتحت روانہ ہو گئے ہوں گے.... لرزتے اور کانپتے وہ ان گاڑیوں تک پہنچے.... اکرام سے ساتھ بہت پرانا تھا.... اس سے انہیں گھر کے فرد کی طرح محبت تھی.... اس کی جدائی کا خیال ان کے لیے حد درجے تکلیف دہ تھا.... گاڑیوں کے نزدیک پہنچتے ہی انہیں جھٹکا لگا.... ان میں کوئی لاش نظر نہیں آ رہی تھی۔

"اکرام! تم کہاں ہو.... آجاؤ.... وہ لوگ جا چکے ہیں۔"

"آ رہے ہیں سر۔" اکرام کی آواز سنائی دی۔

"خدا کا شکر ہے.... تم سب محفوظ رہے.... لیکن یہ ہوا کیسے، میں تو ڈر گیا تھا۔"

"آپ کی کار گھری دیکھ کر ہم نے پہلا کام ہی یہ کیا تھا کہ نہایت خاموشی سے گاڑیوں سے اتر گئے تھے اور کھائی میں پوزیشن لے لی تھی.... ہم اس خیال میں تھے کہ دشمن زیادہ سے زیادہ فائرنگ کرے گا.... راکٹ لانچر سے حملے کا تو ہمیں خیال تک نہیں تھا.... جب ہماری گاڑیاں بھک سے اڑ گئیں تو ہم نے اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا کہ کوئی حرکت نہیں کریں گے جب تک کہ آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ ملے۔"

"بہت خوب! تم نے بہت اچھا کیا.... گویا ہم نے گاڑیوں کی قربانی دے کر خود کو بچایا ہے اور یہ کوئی مہنگا سودا نہیں ہے.... حالات بہت خوف ناک ہیں اکرام.... آؤ چلیں.... ابھی بہت دیر پیدل چلنا پڑے گا.... تب کہیں جا کر کوئی گاڑی نظر آئے گی.... میں راستے میں تمہیں تمام حالات سنا دوں گا اور اب تمہیں دشمن سے مقابلے کے لیے زبردست پیمانے پر تیاریاں کرنا ہوں گی۔"

"وہ ہم کر لیں گے سر.... آپ فکر نہ کریں۔"

اب انہوں نے تمام حالات انہیں سنائے.... اکرام اور اس کے ماتحت دھک سے رہ گئے۔ اکرام تو چلا اٹھا۔

"اس کا مطلب ہے.... گھر میں اس وقت اس کا ساتھی موجود ہے.... اور آپ پرسکون انداز میں راستا طے کر رہے ہیں۔"

"تو ہم کر بھی کیا سکتے ہیں اکرام۔"

"ہم شہر کی طرف دوڑ تو لگا ہی سکتے ہیں۔"

"اب تک وہاں جو ہونا ہے ہو بھی چکا ہو گا.... ہم دوڑ کر بھی کیا کر لیں گے۔"

"پھر بھی.... شاید انہیں مدد کی ضرورت ہو۔"

"خیر تم بھاگ دوڑ کر لو.... میں تو عام رفتار سے چلوں گا جب تک کہ کوئی لفٹ نہیں مل جاتی۔"

اکرام اور اس کے ساتھیوں نے دوڑ لگا دی.... وہ تنہا رہ گئے.... اور چلتے رہے.... آخر شہری حدود تک پہنچ گئے.... اکرام اور اس کے ساتھی کہیں نظر نہیں آ رہے تھے.... پھر انہوں نے ایک جگہ سے گھر فون کیا.... لیکن فون بند تھا.... شاید تار کاٹ دیئے گئے تھے.... اب انہوں نے ایک ٹیکسی پکڑی اور گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

وہ سوچ رہے تھے.... ان سے بات کرنے والا آخر کون تھا.... کون ہو سکتا ہے.... آواز پہلے سنی ہوئی نہیں تھی.... ورنہ وہ ضرور پہچان لیتے.... ٹیکسی ڈرائیور کچھ تیز رفتاری سے کام نہیں لے رہا تھا۔ پریشان ہو کر انہوں نے اس سے کہا۔

"مجھے بہت جلدی ہے.... آپ رفتار بڑھائیں۔"

"چالان کر دیتے ہیں صاحب۔"

"چالان نہیں ہو گا.... اس وقت قانون کا ایک محافظ آپ کی گاڑی میں بیٹھا ہے۔"

"لیکن قانون تو سب کے لیے ایک ہے صاحب جی۔" اس نے کہا۔

انسپکٹر جمشید اس کی بات سن کر مسکرائے.... پھر بولے۔

"لیکن پولیس آفیسرز کو بعض اوقات مجرموں کو پکڑنے کے لیے بہت تیز رفتار سے جانا پڑتا ہے اور اس کی عین اجازت ہے.... ان کی گاڑی میں سائرن لگا ہوتا ہے.... میری گاڑی اس وقت دشمن نے تباہ کر دی ہے اور دوسری طرف دشمن کے ساتھی میرے گھر پر حملہ آور ہو چکے ہیں۔"

"اوہ اچھا.... لیکن میں زیادہ تیز ڈرائیور نہیں ہوں۔"

"تب آپ پیچھے آ جائیں.... میں ڈرائیو کرتا ہوں۔"

"دیکھ لیں.... ہر نقصان کے آپ ذمے دار ہوں گے۔"

"ہاں! فکر نہ کریں۔"

اب جو انہوں نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تو ڈرائیور کے چھکے چھوٹ گئے.... اسے ہر لمحے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اب ایکسیڈنٹ ہوا کہ اب ہوا.... لیکن آخر وہ بخیریت گھر کے سامنے پہنچ گئے۔

انہوں نے اس وقت اپنی زندگی کا حیرت انگیز ترین منظر دیکھا۔

○☆○

پیغام

دستک کی آواز سن کر وہ چونک اٹھا.... اسے چونکتے دیکھ کر وہ حیران سے ہوئے۔

"کیا بات ہے.... یہ تمہارا کوئی ساتھی ہے شاید!"

"ہاں! ٹھیک سمجھے! جاؤ.... جاؤ اس کے لیے دروازہ کھول دو.... اور اسے نہایت عزت اور احترام سے اندر لے آؤ۔"

"اچھی بات ہے۔" محمود نے کہا اور دروازے کی طرف چلا۔

"ہائیں! یہ تم کیا کر رہے ہو۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"کیوں.... کیا ہوا.... اور میں کیا کروں۔"

"فاروق نے فوراً اپنے شکار کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تاکہ وہ منہ سے آواز نہ نکال سکے۔

"اسے بھی اسی طرح اندر لانا ہو گا۔"

"بالکل ٹھیک فاروق.... شکریہ۔" محمود نے کہا اور چھت کی طرف چلا گیا.... ان کے شکار نے ہلنے جلنے کی بہت کوشش کی.... لیکن ان کے

باندھنے کا انداز عام لوگوں سے بہت مختلف تھا.... وہ صرف ہل جل کر رہ گیا۔ منہ سے آواز نکالنے کی بھی اس نے بھرپور کوشش کی.... لیکن اس کے ساتھ فاروق اور فرزانہ نے تیز آواز میں ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں.... تاکہ اس کی اوں اوں کرنے کی آواز بھی باہر تک نہ جا سکے.... اتنے میں محمود اوپر پہنچ گیا.... اس نے دیکھا دروازے پر بالکل ویسا ایک شخص کھڑا تھا جیسا اندر موجود تھا.... اس نے دل میں کہا۔

"شاید یہ جڑواں بھائی ہیں۔"

اب اس نے ایک کنکر اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا.... کنکر لگتے ہی اس نے اوپر دیکھا.... اوپر مکمل اندھیرا تھا.... وہ سمجھا' اس کا ساتھی اوپر چڑھا ہوا ہے.... لہٰذا ہاتھ کا اشارہ کیا کہ اچھا ٹھیک ہے.... میں بھی پائپ کے ذریعے اوپر آ جاتا ہوں.... اب اس نے چکر کاٹا اور پچھلی طرف کے پائپ کے ذریعے بہت تیزی سے اوپر آنے لگا۔

پھر جونہی وہ منڈیر پر آیا.... محمود نے اس کے سر پر پستول کا ایک بٹ دے مارا.... وہ منہ سے آواز نکالے بغیر ڈھیر ہو گیا....

"میں نے اس کے سر پر ایک ہاتھ رسید کر دیا ہے.... فاروق تم ذرا اوپر آ جاؤ.... تاکہ ہم اسے نیچے لے جا سکیں۔"

"ارے تو لڑھکا دو سیڑھیوں میں.... خود بخود نیچے آ جائے گا۔"

"نہیں بھئی.... آخر یہ انسان ہے.... آ جاؤ اوپر۔"

"فاروق اوپر آ گیا اور محمود کی مدد سے دوسرے زخمی کو نیچے لے

آیا... اب اسے بھی باندھ دیا گیا۔

"یہ تمہارا ساتھی ہے نا۔"

"آج کا دن بھی عجیب دن ہے... ہم دونوں بھائی چوہوں کی طرح پکڑ لیے گئے... جب کہ زندگی میں آج سے پہلے ایسا نہیں ہوا، ہم نے تو بڑے بڑوں کے چھکے چھڑا دیئے ہیں۔"

"اپنے آپ سے تم شروع سے اس طرح ڈرا رہے ہو جیسے تم کوئی بہت بڑے ہوا ہو... لیکن نکلے تم چوں چوں کا مربہ۔"

"شاید اس ملک کی آب و ہوا نے ہم پر کوئی خاص اثر کیا ہے... ہماری طبیعت کے مطابق نہیں ہے..."

"نہیں ہو گی... اب جیسا کہ تم دونوں ہمارے قابو میں ہو... جلدی سے یہ بتا دو... یہ چکر کیا ہے۔"

"چکر کا ہمیں کیا پتا... چکر تو باس کو معلوم ہو سکتا ہے۔"

"اوہ! اب تمہارا باس بھی نکل آیا... خیر اس کا نام بتا دو۔"

"باس کا نام ہمیں کیا پتا۔" اس نے کہا۔

"تمہیں کسی چیز کا پتا بھی نہیں اور بنے پھرتے ہو تمیں مار خاں۔"

"ہم دراصل کرائے کے غنڈے... اور اپنے ملک میں ہماری بہت شہرت ہے... جدید ترین اسلحے کے ماہر ہیں... ہر قسم کے اسلحے کی تربیت لے رکھی ہے ہم نے... لہٰذا ہمیں ہمارے ملک کی حکومت بھی اکثر کرائے پر لے لیتی ہے... کیونکہ ہم کرائے کے غنڈے ضرور ہیں لیکن کام قانون

کے دائرے میں رہ کر کرتے ہیں۔"

"تو کیا اس وقت بھی تم اپنی حکومت کے لیے کام کر رہے ہو۔"

"نہیں! پرائیویٹ لوگوں کے لیے... وہ کوئی بڑا پروگرام لے کر یہاں آئے ہیں... ان کے پاس مکھیاں بھی ہیں۔"

"ارے باپ رے... آخر انہیں اپنے ساتھ مکھیاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"ضرورت تھی... تبھی لے آئے ہیں... ورنہ یہ مکھیاں بھی کوئی سستی چیز تو ہیں نہیں۔"

"کیا مطلب... یہ بھی بکتی ہیں۔"

"کوئی ایسی ویسی مارکیٹ ہے ان کی... افریقہ میں یہ پیدا ہوئی تھی... وہیں اس کی نسل پھیلی... اور اس کے زہر سے ان لوگوں کی واقفیت ہوئی... پھر تو ہر ذہن کے لوگوں نے ان سے کام لینا شروع کر دیا... یہ ایک خاص پھول پر آتی ہیں... یا اس کی خوشبو پر آتی ہیں... اس کے کاٹنے سے یا تو انسان مر جاتا ہے یا کئی گھنٹے تک بے ہوش رہنے کے بعد ٹھیک ہو جاتا ہے... لیکن ٹھیک ہو جانے والا بھی دماغی طور پر قریب قریب ختم ہو جاتا ہے... مطلب یہ کہ وہ عقل سے کام لینے کے قابل نہیں رہ جاتا۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا... آنکھوں میں خوف پھیل گیا۔

"کیا ہوا... میری کس بات پر تم اس قدر حیران ہوئے ہو۔"

"اس پر کہ جو مرتا نہیں... وہ ذہنی طور پر ناکارہ ہو جاتا ہے... وہ بھی

تو ایک طرح سے ختم ہی ہو جاتا ہے۔"

"ہاں! یہ تو خیر ہے۔"

"کیا آپ لوگوں نے اپنے گھر کے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کر رکھی ہیں۔"

"ہاں! کیوں.... کیا بات ہے۔"

"جب باس کو اطلاع ملے گی.... کہ ہم پکڑے گئے ہیں تو وہ غصے سے پاگل ہو جائے گا اور پھر ادھر مکھیوں کے لشکر کو روانہ کرے گا۔"

"آخر کیسے.... وہ مکھیوں کا پورا لشکر کس طرح روانہ کرتا ہے۔"

"یہ کوئی مشکل کام نہیں.... ایک بند گاڑی کی چھت پر اس پھول کی خوشبو رکھ دی جاتی ہے' اور مکھیوں کے ڈبے کھول دیے جاتے ہیں.... وہ اس خوشبو کی طرف پاگلوں کی طرح اڑتی ہیں.... اور گاڑی چل پڑی ہے.... گاڑی کی رفتار مکھی کی رفتار سے زیادہ ہے.... لہٰذا کچھ منٹ پہلے اصل جگہ پہنچ کر خوشبو ہر جگہ پھینک دیتے ہیں.... گاڑی آگے نکل جاتی ہے اور مکھیاں اس عمارت کے اردگرد پھیل جاتی ہیں۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"مطلب یہ کہ اب ہمارے گھر پر بھی مکھیوں کا حملہ ہو گا۔"

"بلکہ ہو چکا ہو گا.... مکھیاں اب باہر چاروں طرف موجود ہوں گی.... تم چیک کر لو۔"

"اب ہم اس طرح ہرگز چیک نہیں کریں گے.... زینے کا دروازہ بند

ہے.... اور ہم اس وقت ڈرائنگ روم میں موجود ہیں.... اس کے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند ہیں.... ہماری امی جان باورچی خانہ میں ہیں اور انہوں نے بھی دروازے وغیرہ بند کر رکھے ہیں.... لہٰذا آپ فکر نہ کریں۔"

"میرے بھائی کو ہوش میں لاؤ.... تاکہ یہ تمہیں تمہارے والد کے بارے میں بتا سکے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب...." وہ چونکے۔

"ارے باپ رے.... یہ میں کیسی ٹک ٹک کی آواز سن رہی ہوں۔" ایسے میں فرزانہ نے کانپ کر کہا۔

وہ فوراً بیرونی دروازے اور کھڑکیوں کی طرف دوڑے.... دوسرے ہی لمحے ان کی سٹی گم ہو گئی.... دروازوں کے شیشوں پر کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آرہی تھی جس پر مکھی نہ ہو.... مطلب یہ کہ باہر ہزاروں کی تعداد میں مکھیاں موجود تھیں.... وہ اڑ رہی تھیں اور شیشوں سے ٹکرا رہی تھی' اس طرح یہ آواز پیدا ہو رہی تھی۔

"یہ.... یہ تو ہزارہا ہوں گی.... گویا اب پھر پروفیسر انکل کو بلانا ہو گا۔" محمود نے بدحواس ہو کر کہا اور فون کی طرف دوڑا.... لیکن فون کے تار کاٹ دیے گئے تھے۔

"تار کس نے کاٹے ہیں۔"

"میرے بھائی نے کاٹے ہوں گے۔"

"خیر یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے.... ہمارے پاس وائرلیس سیٹ ہے۔"

انھوں نے سیٹ کے ذریعے پروفیسر انکل کو اطلاع دی۔

"پروا نہ کرو.... میں گاڑی میں گیس کے ساتھ آرہا ہوں.... ابھی ان کا قلع قمع کردیا جائے گا۔" وہ بولے۔

"شکریہ انکل.... ذرا جلدی کریں.... اباجان باہر ہیں.... اور خطرے میں ہیں.... پتا نہیں.... ان کا کیا حال ہے۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"فکر نہ کرو.... میں آرہا ہوں۔"

سیٹ بند کرتے ہوئے فرزانہ کو ایک خیال آیا۔

"ارے باپ رے.... مجھے ایک خوف ناک خیال آیا ہے۔"

"تو اس کو پرے جھٹک دو.... ہم پہلے ہی کافی پریشان کن خیالات میں گھرے ہوئے ہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"اوہو.... بات سن لو پہلے.... پھر ادھر ادھر کی مارنا.... فرض کرو.... پروفیسر انکل اس بند گاڑی میں نکلتے ہیں لیکن ان کی گاڑی پر دشمن حملہ آور ہوجاتے ہیں.... اس صورت میں وہ یہاں نہیں پہنچ سکیں گے.... اور دشمن چونکہ ہمیں راستے سے ہٹا دینے پر تل گیا ہے' اس لیے اس کی نظریں ہم پر ہیں.... لہٰذا پروفیسر انکل کی بھی نگرانی ہورہی ہوگی۔"

"اف مالک! اس قدر خوف ناک خیال اور اب دلارہی ہو.... پہلے کیا سوئی ہوئی تھیں۔

محمود نے جل کر کہا اور دفتر سے رابطہ قائم کیا.... وہاں اکرام موجود نہیں تھا.... لہٰذا انہیں پھر محمد حسین آزاد سے بات کرنا پڑی۔

"آزاد صاحب پروفیسر داؤد اس وقت شدید خطرے میں ہیں.... وہ تجربہ گاہ سے نکل چکے ہیں یا نکلنے والے ہیں.... وہ ایک بند گاڑی میں ہوں گے.... خطرہ یہ ہے کہ ان کی گاڑی پر حملہ کیا جائے گا.... آپ فوراً ان تک پہنچیں اور انھیں گاڑی سمیت بحفاظت ہم تک پہنچائیں۔"

"او کے۔" محمد حسین آزاد نے فوراً کہا۔

اور اس نے سیٹ بند کردیا۔

"گویا ہم اس وقت اپنے گھر میں بند ہیں.... ہاں! لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آتی.... ہمارے گھر کے اندر تو وہ خوشبو نہیں ہے.... پھر مکھیاں کیوں چاروں طرف موجود ہیں۔" محمود نے کہا۔

"وہ چھت پر ہوگی۔" فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

"ہاں! گویا جب میں اوپر گیا تھا.... اس قت ابھی خوشبو نہیں چھینکی گئی تھی۔" محمود بولا۔

"ہاں! یہی بات ہے.... لیکن اس بات سے ہمیں کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔"

فاروق نے منہ بنایا۔

"پتا نہیں.... شاید کوئی پہنچ ہی جائے۔" فاروق مسکرایا۔

"ابا جان بھی اب تک نہیں پہنچے.... اور ہاں.... اس کے ساتھی کو ہوش میں لانا چاہیے.... ابا جان کے بارے میں یہ ضرور بتا سکے گا۔"

"واقعی! پہلے یہی کام کرنا چاہیے۔"

انہوں نے زخمی کو ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی' اس کے زخم پر پٹی باندھی گئی.... چند قطرے اس کے منہ میں ٹپکائے گئے.... اور آخر چند منٹ بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"م.... میں کہاں ہوں۔"

"جہاں آپ حملہ کرنے کی غرض سے آئے تھے.... لیکن خود شکار ہوگئے.... یہ انسپکٹر جمشید کا گھر ہے اور ہم ان کے بچے ہیں اور یہ آپ کے ساتھی ہیں۔"

اس نے گردن گھما کر اپنے ساتھی کی طرف دیکھا۔

"اوہ! یہ تو میرا بھائی ہے.... میرا جڑواں بھائی.... تو تم بھی یہاں پھنس گئے.... اور میں بھی۔"

"یہ میری غلطی سے نہیں ہوا.... تربیت دینے والوں کی غلطی سے ہوا ہے.... انہوں نے دستک دینے کا جو انداز مجھے سکھایا.... اس میں کمی تھی.... یہ لوگ فوراً جان گئے کہ دستک ان کے والد نے نہیں دی۔"

"اوہ!" دوسرے کے منہ سے نکلا۔

"اور انسپکٹر جمشید کا کیا بنا۔"

"انہیں ہم نے ٹھکانے لگادیا۔"

"کیا.... نہیں۔" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"ہم نے ان کی کار کو راکٹ لانچر سے اڑادیا تھا...." اس نے کہا۔

"یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی اس وقت کار میں تھے۔" محمود نے

منہ بنایا۔

"انہیں اترتے ہوئے نہیں دیکھا گیا تھا۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... آپ بتائیں.... کیا آپ نے ان کی لاش دیکھی تھی۔"

"نہیں.... ہمارے پاس اتنا وقت نہیں تھا۔"

"بس تو پھر.... یہ نہیں کہا جاسکتا.... اللہ کی مہربانی سے وہ ضرور زندہ سلامت ہیں.... اور آتے ہی ہوں گے۔" فرزانہ نے جذباتی آواز میں کہا۔

عین اس وت وائرلیس سیٹ پر اشارہ موصول ہوا.... دوسری طرف سے محمد حسین آزاد کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو.... سر.... میں محمد حسین۔"

اور پھر آواز ڈوب گئی.... وہ بے چین ہوگئے۔

○☆○

یہ کون ہیں

انہوں نے دیکھا' ایک بڑی گاڑی میں سے لاکھوں مکھیاں نکل نکل کر ان کے گھر کا رخ کر رہی تھیں.... گھر کے دروازے انہیں بند نظر آئے.... اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی سے تمام مکھیاں ان کے گھر کی طرف چلی گئیں اور گاڑی واپس مڑنے لگی.... انہوں نے فوراً اپنی ٹیکسی ایک طرف تاریکی میں کر لی.... اب رات ہو چلی تھی۔

"دیکھیں دوست! اب مجھے اس گاڑی کا پیچھا کرنا ہے.... میرا گھر بھی اس وقت عظیم خطرے میں ہے.... لیکن میں اپنے گھر والوں کو اس خطرے میں چھوڑ کر اس گاڑی کا تعاقب کرنے پر مجبور ہوں.... یہ جان جوکھوں کا کام ہے.... لہٰذا اگر آپ یہاں اتر کر اپنے گھر چلے جائیں اور کل کسی وقت آکر اپنی گاڑی لے لیں.... اخراجات سمیت.... تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا' ساتھ جانے میں خطرہ یہ ہے کہ آپ کی بھی زندگی داؤ پر لگ جائے گی۔"

"اوہ! لل.... لیکن یہ مکھیاں کیسی ہیں۔"

"یہ.... یہ موت کی مکھیاں ہیں.... انسان کو کاٹ لیں تو انسان مر جاتا ہے۔"

"ارے باپ رے...." وہ دھک سے رہ گیا۔

"ہاں! تو پھر کیا آپ اتر رہے ہیں.... بریک لگاؤں۔" انہوں نے کہا....

وہ اس وقت تک تعاقب شروع کر چکے تھے اور انہوں نے ٹیکسی کی ہیڈ لائٹس بجھا رکھی تھی۔

"اب میں نہیں اتروں گا۔" اس نے پختہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونک کر بولے۔

"میں اس مہم میں آپ کا ساتھ دوں گا۔"

"کیا کہا.... مہم.... میں ساتھ دیں گے.... یہ جذبہ کیسے بیدار ہو گیا۔

"میں نے کئی بار آپ کے گھر کے آس پاس سواریاں اتاری ہیں اور اب میں جان گیا ہوں کہ آپ کون ہیں۔"

"اور میں کون ہوں...." وہ مسکرائے۔

"انسپکٹر جمشید.... میں نے درست پہچانا نا۔"

"ہاں بالکل درست! لیکن میں پھر بھی یہی کہوں گا کہ آپ اتر کر اپنے گھر چلے جائیں.... کل آکر اپنی گاڑی لے جائیے گا.... اور اگر میں اس مہم میں زندہ نہ بچا.... گاڑی تباہ ہو گئی اور میرے بچے بھی زندہ نہ آپ کو ملے.... تو آپ میرے دوست خان رحمان کے پاس چلے جائیے گا.... وہ آپ کو آپ کی گاڑی کا حساب کتاب دے دیں گے۔"

"میں نہیں اتر رہا.... آپ کے ساتھ جا رہا ہوں۔" اس نے کہا۔

"اچھی بات ہے.... پھر نہ کہنا.... یہ میں کہاں پھنس گیا.... ہم لوگ تو دن رات خطرات میں کھیلتے ہیں۔"

"اللہ مالک ہے۔" اس نے کہا۔

"ہاں یہ بات آپ نے کہی ہے کام کی.... مالک وہی ہے.... خیر اب ہم تعاقب پر توجہ دیں گے.... کہیں یہ گاڑی جل دے کر نکل نہ جائے.... فی الحال تو اس کے ڈرائیور کو تعاقب کا احساس نہیں ہوا۔"

تعاقب جاری رہا.... یہاں تک کہ اگلی گاڑی شہر سے باہر جانے والی شمالی سڑک پر مڑ گئی۔

"لو میاں ڈرائیور.... اور ہاں آپ کا نام کیا ہے۔"

"میں غلام حسین ہوں۔"

"ہاں تو بھائی غلام حسین صاحب.... اب ہم صحیح معنوں میں خطرے کی وادی میں قدم رکھ رہے ہیں.... اب ٹیکسی کا کوئی شیشہ نہ کھلے ورنہ مکھیاں ہم پر حملہ کر دیں گی۔"

"یہاں.... یہاں بھی مکھیاں ہوں گی۔"

"یہیں سے تو یہ گاڑی مکھیوں سے بھر کر لے جائی گئی تھی۔"

"اوہ!" اس کے منہ سے نکلا۔

تعاقب جاری رہا.... یہاں تک کہ اگلی گاڑی سڑک سے اتر کر ایک پگ ڈنڈی پر چلنے لگی۔

"آپ کا تعاقب کرنے کا انداز بہت خوب ہے.... ان لوگوں کو اب تک احساس نہیں ہوا۔" غلام حسین بولا۔

"ہمارا روز کا کام جو ہوا۔" وہ مسکرائے۔

"مجھے ایک عجیب سی خوشی ہو رہی ہے آپ کا ساتھ دے کر۔" اس نے کہا۔

"ابھی عجیب سی پریشانی بھی ہو گی۔" وہ مسکرائے۔

"اللہ مالک ہے۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔" وہ فوراً بولے۔

اور آخر پندرہ منٹ تک چلنے کے بعد گاڑی گھنے درختوں کے درمیان گھری ایک بڑی عمارت کے سامنے پہنچ کر رک گئی.... اس سے دو آدمی اترے اور عمارت میں چلے گئے۔

"اب میں اس عمارت میں جاؤں گا.... آپ یہیں رک کر میرا انتظار کریں گے...." انسپکٹر جمشید نے سرگوشی کی۔

"لل.... لیکن میں آپ کے ساتھ کیوں نہیں جا سکتا۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں.... آپ کا باہر رہنا ضروری ہے.... ضرورت پڑی تو میں آپ کو اندر آنے کا اشارہ دوں گا.... ٹارچ کی روشنی کے ذریعے۔"

"اچھی بات ہے.... جیسے آپ کی مرضی۔" اس نے کہا۔

انسپکٹر جمشید نیچے اترے اور رینگ کر عمارت تک پہنچے.... اٹھے بغیر

انہوں نے دروازے پر دباؤ ڈالا.... وہ اندر سے بند تھا.... اب انہوں نے باہر سے چکر لگایا.... لیکن عمارت کی کسی دیوار پر کوئی پائپ نہیں تھا.... اب وہ واپس لوٹ آئے۔

"یار غلام حسین صاحب.... عمارت کے اندر جانے کا کوئی راستا نہیں ہے.... اب یا تو میں باقاعدہ دستک دے کر اندر جاؤں.... یا پھر اس بڑی گاڑی کے ذریعے۔"

"بڑی گاڑی کے ذریعے کیسے؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہم دونوں مل کر اس کو دھکیل کر دیوار کے ساتھ کر دیتے ہیں.... پھر میں اس کی چھت پر چڑھ کر عمارت کی چھت پر پہنچنے کی کوشش کروں گا۔"

"لیکن عمارت کی چھت تو بہت اونچی ہے۔"

"دیکھا جائے گا.... کوئی رسی ہے کار میں۔"

"ہاں! رسی تو ہے۔"

"بس ٹھیک ہے.... وہ رسی لے لیں اور آجائیں میرے ساتھ۔"

دونوں نے مل کر گاڑی کو دیوار کی طرف دھکیلنا شروع کیا.... یہاں تک کہ دیوار کے ساتھ لگادیا۔ عمارت کے باہر تاریکی تھی.... کوئی بلب بھی نہیں جلایا گیا تھا.... عمارت کے اندر ضرور ہلکی سی روشنی نظر آرہی تھی.... جو دور سے نظر نہیں آسکتی تھی.... گاڑی دیوار کے ساتھ لگتے ہی انسپکٹر جمشید اس کی چھت پر چڑھ گئے.... اب انہوں نے رسی کے سرے پر ایک پھندا سا بنایا اور رسی اوپر دیوار کی طرف اچھالی.... لیکن پھندا کسی چیز میں

نہ اٹک سکا.... ایسے میں انہیں ایک اور خیال آیا' انہوں نے غلام حسین کو اوپر آنے کا اشارہ کیا.... وہ فوراً چھت پر آگیا۔

"آپ یہاں بیٹھ جائیں.... میں آپ کے کندھے پر کھڑا ہوں گا' تب آپ اٹھیں گے.... اس طرح میرا ہاتھ منڈیر تک جاسکتا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے سرگوشی کی۔

"اوہ اچھا۔" اس نے کہا اور دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا.... انسپکٹر جمشید اس کے کندھے پر کھڑے ہوئے' اب اس نے آہستہ آہستہ اٹھنا شروع کیا.... یہاں تک کہ پورا اٹھ گیا.... انسپکٹر جمشید نے ہاتھ بلند کیے.... یہاں تک کہ ایڑیاں اوپر اٹھائیں.... تب کہیں جاکر ان کے ہاتھ منڈیر تک بہت مشکل سے پہنچے.... ان کی صرف انگلیاں منڈیر پر جمی تھیں.... گویا سارے جسم کا وزن انگلیوں پر تھا۔

"غلام حسین! میری صرف انگلیاں منڈیر تک پہنچ سکی ہیں.... آپ ایسا کریں کہ اپنے دونوں ہاتھ میرے ایک ایک پیر کے نیچے رکھ کر اوپر کی طرف اٹھائیں.... اس طرح مجھے کچھ سہارا ملے گا اور میں ہاتھ آگے سرکا سکوں گا.... اس کے بعد میرا کام آسان ہوگا۔"

"اچھی بات ہے...." اس نے کہا۔

اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں پر انہیں اوپر اٹھایا.... تب کہیں جاکر وہ منڈیر پر چڑھنے کے قابل ہوئے.... وہ سوچ رہے تھے کہ اگر وہ غلام حسین کو ساتھ نہ لاتے تو اس وقت برائے راست دستک دے کر ہی اندر جانا

پڑتا۔

چھت پر آکر انہوں نے چاروں طرف دیکھا.... دائیں طرف زینہ تھا.... وہ دبے پاؤں زینے تک پہنچے اور دھک سے رہ گئے.... کیونکہ زینہ دوسری طرف سے بند تھا۔

"دھت تیرے کی۔" ان کے منہ سے نکلا۔

پھر وہ منڈیر پر آئے اور جھک کر غلام حسین کو روشنی سے اشارہ دیا.... وہ فوراً دیوار کی طرف آگیا۔

"رسی اوپر پھینک دیں۔" انہوں نے دبی آواز میں کہا۔

"اچھا!" اس نے کہا اور رسی کا گولا سا بنا کر اوپر پھینک دیا۔

انہوں نے زینے کی کنڈی میں رسی باندھ کر صحن میں لٹکائی اور اس کے ذریعے نیچے اتر گئے.... اب وہ عمارت کے صحن میں تھے۔ ہر طرف سناٹا تھا.... وہ اس کمرے کی طرف بڑھے.... جس میں روشنی ہو رہی تھی.... انہوں نے اس کمرے کے دروازے سے کان لگا دیئے' لیکن اندر کوئی آواز سنائی نہ دی.... باقی کمروں کے دروازوں پر تالے لگے ہوئے تھے.... صرف روشنی والے کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا.... گویا اس عمارت میں اس وقت صرف وہ دو آدمی تھے جو اس گاڑی پر ابھی ابھی آئے تھے.... اور ان کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا.... انہیں بہت مایوسی ہوئی.... دوسرے کمروں کے دروازوں سے کان لگا کر انہوں نے سن گن لینے کی کوشش کی تو انہیں اپنے جسم میں سنسنی کی لہریں دوڑتی محسوس ہوئیں.... ان کمروں میں مکھیاں بھری

ہوئی تھیں.... ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے.... ان کا جی چاہا.... وہ فوراً اس عمارت سے نکل جائیں.... ابھی وہ سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کریں.... اور کیا نہ کریں.... کہ اس روشنی والے کمرے میں وائرلیس کی ٹوں ٹوں سنائی دی.... وہ فوراً دروازے سے آلگے' اور کان اس سے لگا دیئے.... آواز اور زیادہ صاف کانوں میں آئی.... پھر کمرے میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے.... اور کسی نے کہا۔

"یس سر.... بغلول عرض کر رہا ہوں۔"

"کیا بات ہے.... اتنی دیر؟"

"سر! ہم سو گئے تھے۔"

"یہ سونے کا کون سا وقت ہے۔"

"جی.... وہ.... دن میں کام زیادہ تھا نا.... اس لیے نیند آگئی۔"

"اچھا باہر نکلو.... ایک گاڑی بھر کر وزیر داخلہ کی کوٹھی پہنچو.... اور مکھیوں کو وہاں چھوڑ آؤ۔"

"اوکے باس...." فوراً کہا گیا۔

پھر سیٹ بند ہونے کی آواز سنائی دی.... اور دروازہ کھلا.... دونوں زور سے اچھلے.... ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا.... پھر وہ یہ دیکھ کر سنبھل گئے کہ ان کے مقابلے میں صرف ایک آدمی ہے۔

"کون ہو تم اور یہاں کیسے آگئے۔"

"چھت کے راستے آیا ہوں۔"

"اوہو.... تم ہو کون۔"

"خادم کو انسپکٹر جمشید کہتے ہیں۔"

"نن.... نہیں...." وہ کانپ گئے۔

"تم میرے گھر پر مہربانی فرما کر لوٹ رہے تھے.... کہ میں اس وقت وہاں پہنچا.... اور میں نے تم لوگوں کی گاڑی کا تعاقب شروع کر دیا.... اس طرح میں یہاں پہنچ گیا.... اب اگر تم شرافت سے خود کو قانون کے حوالے کر دو تو یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہوگا.... ورنہ پکڑے تو اب تم گئے ہی ہو۔"

"نن.... نہیں...." ایک نے بوکھلا کر کہا۔

"کیا مطلب.... کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"آپ ہمیں گرفتار نہیں کر سکتے۔"

"تو پھر.... میں کیا کر سکتا ہوں.... یہ تم بتا دو۔"

"آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے.... ہم چاہیں تو آپ پر ہزار ہا مکھیاں چھوڑ دیں۔"

"ہم جانتے ہیں مکھیاں کب کاٹتی ہیں...." انہوں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"کب کاٹتی ہیں۔"

"جب کسی کے جسم پر وہ خوشبو لگی ہو۔"

"اوہ نہیں.... یہ راز آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔"

"ہم عام لوگ نہیں ہیں.... اب تم خود کو قانون کے حوالے کرتے ہو یا نہیں۔"

"نہیں...." دونوں ایک ساتھ بولے۔

"تب پھر.... تم کیا کرو گے۔"

"ہم دو ہیں.... اور آپ ایک.... ایک اور ایک گیارہ ہوتے ہیں...." ان میں سے ایک نے کہا۔

"بہت خوب.... دلیر ہو بھئی.... لیکن پھر تم ڈر کیوں رہے ہو۔"

"وزیر داخلہ کی کوٹھی پر اگر مکھیاں پہنچنے میں دیر ہو گئی تو باس ہماری شامت لے آئے گا۔"

"اوہ تم باس سے خوف زدہ ہو۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہاں! آپ سے نہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ان دونوں نے بیک وقت ان پر چھلانگیں لگائیں، لیکن منہ کے بل فرش پر گرے.... کیونکہ انسپکٹر جمشید وہاں سے صرف ہٹ گئے تھے اور انہوں نے کچھ نہیں کیا تھا.... وہ پھر اٹھے اور دوسرا حملہ کرنے کے لیے پر تولنے لگے۔

"شاباش.... ذرا سوچ سمجھ کر حملہ کرنا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"وہ مرغوں کی طرح جھکے اور پھر ان پر آئے.... اس بار انہوں نے دونوں ہاتھوں کو حرکت دے دی.... ان کے مکے ان کی پیشانیوں پر پڑے اور وہ چیخ مار کر گرے.... پھر نہ اٹھ سکے۔

"بس بھئی.... اتنا سا دم خم تھا۔"

وہ کچھ نہ بولے.... بولتے بھی کیا.... اب بات ان کی سمجھ میں آ گئی تھی.... کہ یہاں دال نہیں گلے گی.... انہوں نے دونوں کو اس رسی سے باندھا.... جسے نیچے لٹکایا تھا.... اس کو انہوں نے درمیان سے کاٹ لیا تھا.... انہیں باندھ کر وہ بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکلے اور ٹارچ کی روشنی لہرائی.... غلام حسین فوراً آگے آیا۔

"اندر آجاؤ بھئی.... شکار مار لیا ہے۔"

اس نے اندر آکر ان دونوں کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا۔

"یہ.... یہ کون ہیں۔"

"وہی دونوں جو میرے گھر پر مکھیاں اتار کر آئے تھے.... اب مجھے اپنا کام کرنا ہے.... آپ ان کے پاس بیٹھیں۔"

اب انہوں نے عمارت کی تمام روشنیاں آن کر دیں اور ایک ایک کمرے کا جائزہ لیا.... ایک کمرے میں انہیں خوشبو کا ذخیرہ ملا، باقی کمرے مکھیوں سے بھرے پڑے تھے.... کمروں کے دروازے چونکہ مکمل طور پر بند تھے اور کہیں کوئی سوراخ نہیں تھا.... لہٰذا مکھیاں نکل نہیں سکتی تھیں۔

ان کا وائرلیس سیٹ کار کے ساتھ ہی جل گیا تھا.... اور اس جگہ موجود وائرلیس سیٹ پر پیغام دینا خطرناک ثابت ہو سکتا تھا، لہٰذا وہ غلام حسین کے پاس آئے۔

"غلام حسین صاحب.... اب آپ کو ایک کام کرنا ہے.... شہر جا کر اس

نمبر پر رنگ کریں اور یہ الفاظ دہرادیں۔" انہوں نے کاغذ پر خفیہ پیغام لکھتے ہوئے کہا۔

"بہت بہتر...." اس نے فوراً کہا۔

اس طرح مدد آنے میں ایک گھنٹہ لگا.... پوری عمارت کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا.... سب سے پہلے اس خوشبو کے ذخیرے کو زمین میں بہت گہرائی میں دفن کیا گیا.... پھر بند کمروں میں باریک سوراخ کرکے اندر گیس چھڑکی گئی.... اس کے بعد پوری عمارت پر پٹرول چھڑک کر آگ لگادی گئی.... جب چاروں طرف شعلے بلند ہوگئے اور عمارت آگ میں پوری طرح گھری نظر آنے لگی تو وہ واپس لوٹے.... اب انہوں نے اپنے گھر پر پہنچ کر گیس کا سپرے کرایا.... مکھیاں ہلاک ہوگئیں تو چھت پر سے خوشبو کا پیکٹ اٹھا کر زمین میں دفن کرایا.... چھت پر بھی گیس وغیرہ چھڑکی گئی.... تب کہیں جا کر دروازہ کھولا گیا اور فاروق کی آواز انہیں سنائی دی۔

"اللہ کا شکر ہے.... آپ آئے تو۔"

"ارے.... یہ.... یہ کون ہیں؟"

انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا۔

○☆○

ظالم

انہوں نے ان دونوں کے بارے میں انہیں بتایا۔

"تمہارے نام کیا ہیں دوستو۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہمارے نام نہ پوچھیں۔" ایک نے مسکرا کر کہا۔

"اوہو! تم تو وہی ہو.... جس نے سڑک پر میری گاڑی تباہ کی تھی۔"

"ہاں! میں وہی ہوں اور یہ میرا بھائی ہے.... ہم دونوں جڑواں بھائی ہیں۔"

"یہ جان کر خوشی ہوئی، لیکن نام تم نے اب تک نہیں بتائے۔"

"نام بھی بتادیتے ہیں.... ہم شوبران برادرز ہیں۔"

"اوہ! کیا واقعی۔" ان کے لہجے میں حیرت تھی.... یہ بات محسوس کر کے محمود، فاروق اور فرزانہ بھی حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔

"کیوں ابا جان.... یہ لوگ بہت مشہور ہیں۔"

"ہاں! یہ بیگال کی خونی جوڑی کہلاتی ہے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"اور یہ ہمارے ملک میں خون ہی خون کرنے آئے تھے.... وہ بھی ان مکھیوں کے ذریعے.... ہمارے خاص خاص اور ایماندار ترین لوگوں کو جن کا ملک اور قوم پر بہت اثر ہے.... جو ملک اور قوم کے لیے ہر وقت کچھ کرتے رہنا چاہتے ہیں.... وہ بھی ہر لحاظ سے.... اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ہماری قوم کے بہترین لوگ ختم کر دیئے جائیں.... بیگال کا منصوبہ یہی تھا.... لہٰذا اس نے اپنے ان دو آدمیوں کو مکھیوں کا سٹاک دے کر بھیجا.... مکھیاں انشارجہ کے کسی بحری جہاز کے ذریعے بھیجی گئی ہوں گی.... اس کے نچلے حصے میں.... جہاز کے جن حصوں کی تلاشی نہیں لی جاتی.... ان حصوں میں چھپا کر.... یہ لوگ مکھیاں بھیج سکتے تھے.... لیکن...." انسپکٹر جمشید یہاں تک کہ کر رک گئے۔

"لیکن کیا؟"

"ایک منٹ ٹھہرو.... یوں مزا نہیں آئے گا.... اس کیس کا اختتام یوں نہیں ہو سکتا۔"

یہ کہ کر انہوں نے وائرلیس پر کئی خفیہ پیغامات دیئے.... وہ فارغ ہوئے تو محمود نے چونک کر کہا۔

"اوہ! ہم پروفیسر انکل اور محمد حسین آزاد کے بارے میں تو بھول ہی گئے۔"

"ان کے بارے میں کیا ہے۔" انسپکٹر جمشید چونکے۔

انہوں نے جلدی جلدی بتایا۔

"ان کے لیے ہم نے وائرلیس پر وہ پیغام تو نشر کر دیا تھا.... لیکن ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی۔"

"حیرت ہے.... اکرام کہاں ہے۔"

"وہ شاید کہیں اور الجھے ہوئے ہیں.... کیونکہ ان کے نہ ملنے پر ہی ہم نے انکل محمد حسین آزاد کو بھیجا تھا۔"

"خیر.... پہلے ہم انھیں تلاش کریں گے.... وہ بھی ان دونوں کے ذریعے.... یہ کہ کر انھوں نے جیب سے پستول نکال لیا.... اور سرد آواز میں بولے۔ "تم دونوں کو اگر میں ختم کردوں تو کوئی مجھے نہیں پوچھے گا.... کیونکہ کسی کو نہیں معلوم کہ تم یہاں ہو.... اور بیگال اگر انشارجہ کے ذریعے دباؤ ڈلوائے گا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہاں آکر تلاشی لے لیں.... اور تمہارا یہاں نام و نشان تک نہیں ملے گا.... کیونکہ اپنے ملک کے دشمنوں کو ہم بعض اوقات اپنے گھر میں بھی موت کی سزا دے دیتے ہیں اور لاشوں کو اس طرح غائب کر دیتے ہیں کہ ان کا نام و نشان تک کہیں نہیں ملتا.... اگر تم ایسی موت مرنا پسند کرتے ہو، تب تو ٹھیک ہے.... لیکن اگر ایسی موت پسند نہیں.... اور جیل کی زندگی پسند کرتے ہو تو پھر میرے چند سوالات کے جوابات فوراً دے دو۔"

"سوالات کیا ہیں۔" شوبران بولا۔

"پہلا سوال! اس کیس کا مقامی انچارج کون ہے۔؟"

دونوں سوچ میں ڈوب گئے.... آخر انھوں نے نام بتا دیا.... وہ اچھل

پڑے.... پھر انسپکٹر جمشید نے مزید پیغامات دیئے.... پھر وہ بولے۔

"اور جن گھروں میں پھول لگائے گئے ہیں.... ان کی حفاظت کا بھی انتظام کرنا ہوگا.... ہمارے پاس ان کے نام موجود ہیں۔"

اس سلسلے میں بھی عملے کو ہوشیار کر دیا گیا.... آدھ گھنٹے بعد ان کے گھر میں بڑے بڑے آفیسرز اور کیس سے متعلق لوگوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا.... جب سب لوگ آگئے تو انسپکٹر جمشید نے تفصیلات بیان کرنا شروع کیں۔

"یہ کیس امانت صاحب کے گھر سے شروع ہوا تھا.... معاہدے کے لیے امانت صاحب کی موجودگی وزارت خارجہ کی میٹنگ میں ضروری تھی.... لیکن اس معاہدے میں کچھ ایسی باتیں بھی درج کرانے کا پروگرام تھا.... جو کچھ مدت بعد ہمارے ملک پر اثر انداز ہوتیں.... لیکن امانت جیسا محب وطن آدمی ان باتوں کو برداشت نہیں کر سکتا تھا، لہٰذا ان لوگوں نے سب سے پہلے انھیں راستے سے ہٹانے کا پروگرام بنایا.... یہ اور بات ہے کہ اس مکھی کا ڈنک درست نہیں تھا.... مکھی پوری طرح انھیں نہیں کاٹ سکی اور وہ صرف بے ہوش ہو سکے.... لیکن اس معاہدے میں وہ شریک نہ ہو سکے.... ہوش میں آکر جب وہ گئے تو معاہدہ ہو چکا تھا.... انھوں نے معاہدے کے بارے میں وزیر خارجہ صاحب سے بات کی اور خواہش ظاہر کی کہ وہ اس معاہدے کو پڑھنا چاہتے ہیں.... کیونکہ غیر ملکی مہمانوں کے الفاظ بالکل درست الفاظ میں ترجمہ کیے گئے ہیں یا نہیں.... یہ بات صرف ایک مترجم

بتا سکتا ہے.... لیکن انہوں نے معاہدے کے بارے میں وزیر خارجہ صاحب سے بات کی اور خواہش ظاہر کی کہ وہ اس معاہدے کو پڑھنا چاہتے ہیں.... کیونکہ غیر ملکی مہمانوں کے الفاظ بالکل درست الفاظ میں ترجمہ کیے گئے ہیں یا نہیں.... یہ بات صرف ایک مترجم بتا سکتا ہے.... لیکن انہوں نے انہیں اجازت نہیں دی.... اور اس کے بعد امانت صاحب غائب ہو گئے.... اسی طرح پروفیسر داؤد غائب ہیں.... محمد حسین آزاد حوالدار غائب ہیں.... اس قدر منظم انداز میں ان لوگوں کو آخر کس نے غائب کرایا...."

یہاں تک کہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔

"آپ بتائیں ہمیں کیا معلوم؟"

"میں بتا نہیں سکتا.... البتہ یہ فیصلہ سنا دیتا ہوں کہ جس کے قبضے سے یہ تینوں افراد مل گئے.... وہی اس کیس کا اصل مجرم ہے.... آپ لوگ اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک...." سب نے ایک ساتھ کہا۔

"تب پھر آپ سب لوگ مجھے اپنے اپنے گھر کی تلاشی لینے کی اجازت دے دیں۔"

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں...." سب نے ایک ساتھ کہا۔

"تو پھر ہم سب سے پہلے وزیر خارجہ صاحب کے گھر کی تلاشی لیں گے۔"

"کک.... کیا مطلب...." وہ چونک کر بولے۔

"ہاں جناب ہمارے مجرم آپ ہیں۔"

"کیا کہ رہے ہیں، انسپکٹر جمشید...." وہ غصے سے سرخ ہو گئے۔

"اگر آپ مجرم نہیں ہیں تو تلاشی دینے میں کیا حرج ہے۔"

"اچھی بات ہے.... لیکن یہ تلاشی ان سب لوگوں کے سامنے ہوگی، کیونکہ آپ نے میری بے عزتی ان سب کے سامنے کی ہے.... کچھ نہ ملنے پر آپ کو معافی بھی ان سب کے سامنے مانگنا ہوگی۔"

"وہ تو میں اب بھی تیار ہوں...." انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کس بات کے لیے...." انہوں نے جھنا کر کہا۔

"معافی مانگنے کے لیے...." انہوں نے فوراً کہا۔

"اچھی بات ہے.... آیئے چلیں۔"

وہ انہیں اپنی کوٹھی پر لے آئے.... بڑے پیمانے پر ماہرانہ انداز میں تلاشی لی گئی.... تہ خانے کے امکان کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا.... آخر تھک کر انسپکٹر جمشید نے سب کے سامنے کہا۔

"مجھے افسوس ہے.... ہم نے بلاوجہ آپ پر شک کیا.... اور میں معافی چاہتا ہوں.... لیکن ان سب کے سامنے آپ سے ایک درخواست کرتا ہوں۔"

"اور وہ کیا؟"

"وہ معاہدہ مجھے پڑھنے کی اجازت دے دیں۔"

"کیا کہا...." وزیر خارجہ نے حیران ہو کر کہا۔

"کیوں جناب! اس میں اس قدر حیرت کی کیا بات ہے۔"

"حیرت کی بات یہ ہے کہ کیا آپ اس معاہدے کو پڑھنا چاہتے ہیں جو میری موجودگی میں ہوا ہے۔"

"ہاں جناب! آپ غیر ملکی لوگوں کی زبان نہیں جانتے.... ترجمہ کرنے والے نے جو کچھ لکھوایا' وہ لکھا گیا.... لیکن جو کچھ لکھا گیا.... ہوسکتا ہے وہ آپ کی مرضی سے لکھا گیا ہو.... اور غیر ملکیوں کو پتا تک نہ ہو.... کیونکہ انھیں معاہدے کی جو نقل ان کی زبان میں دی گئی ہے اس میں تو وہی کچھ ہوگا.... جو انہوں نے لکھوایا ہے.... لیکن ہمارے پاس جو معاہدہ ہے.... اس میں وہ باتیں نہیں ہوں گی.... اس طرح یہ معاہدہ بے کار ہوکر رہ جائے گا۔"

"آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے.... آپ مجھ پر اتنا بڑا شک کر رہے ہیں۔" وہ چلائے۔

"اس کی وجہ ہے.... اور وہ یہ کہ بیگال نے اس منصوبے کو بے کار کرنے کا منصوبہ بنایا تھا.... انہوں نے اس سلسلے میں عجیب و غریب انداز اختیار کیا.... مکھیوں کا حربہ اختیار کیا.... تاکہ کسی کو یہ گمان بھی نہ گزرے کہ یہ معاملہ دراصل معاہدے کا ہے.... بلکہ لوگ یہ خیال کریں گے کہ دوسرے لوگوں کی طرح امانت صاحب بھی مکھی کا شکار ہوگئے ہیں.... لیکن مشکل یہ پیش آگئی کہ وہ مر نہ سکے.... وہ مکھی ڈنگ کے لحاظ سے بیمار تھی اور اس طرح کیس کا پانسہ الٹ گیا' ورنہ آپ کو امانت صاحب غائب

کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔"

"آپ پھر بھی مجھ پر ہی الزام لگا رہے ہیں۔"

"اس لیے کہ شوبران برادرز کا کہنا یہی ہے...." انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہ کون لوگ ہیں.... میں اس نام کے لوگوں کو نہیں جانتا۔"

"یہ دونوں بیگال کے ایجنٹ ہیں.... اور اس کیس کے انچارج.... لیکن مقامی انچارج آپ ہیں.... گویا آپ بیگال کے لیے کام کرتے ہیں.... یا پھر انشارجہ کے لیے۔"

"نن.... نہیں.... یہ غلط ہے.... جھوٹ ہے.... آپ اس بات کا ثبوت پیش کریں۔"

"ثبوت ہے.... وہ معاہدہ۔"

"اس سے آپ مجھے مجرم کس طرح ثابت کرسکتے ہیں۔"

"میں اسلامی ملکوں کے ان سربراہوں سے معاہدے کی نقل منگوالیتا ہوں.... یہاں والا معاہدہ اس سے ملاکر دیکھ لیتے ہیں.... اگر دونوں میں مضمون ایک ہے.... تب تو آپ مجرم نہیں.... ورنہ آپ مجرم ہیں.... اس لیے کہ اگر آپ غیر ملکی زبان نہیں جانتے تو پھر اس زبان کے ماہرین سے اطمینان کرائے بغیر معاہدے پر دستخط نہیں کرسکتے تھے.... دستخط کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو معاہدے پر پوری طرح یقین ہے۔"

وزیر خارجہ پریشان نظر آنے لگے.... اب کریں تو کیا کریں.... جواب دیں تو کیا دیں.... آخر انہوں نے نہایت اطمینان سے جیب میں ہاتھ ڈالا

اور بولے۔

"ٹھیک ہے.... میں معاہدہ لکھوا دیتا ہوں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے پستول نکال لیا اور سرد آواز میں بولا۔

"ہاتھ اوپر اٹھادو۔"

"اوہ! آخر آپ نے اپنا جرم قبول کر ہی لیا۔"

"ہاں! یہ منصوبہ ناکام ہوگیا.... لیکن میں تم لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا اور یہاں سے نکل کر ملک سے فرار ہوجاؤں گا۔"

"اور انشارجہ چلے جائیں گے.... یا بیگال...." انسپکٹر جمشید نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ہاں! چلا جاؤں گا.... تم کون ہو، پوچھنے والے۔"

یہ کہ کر اس نے وحشیانہ انداز میں پستول نکالا.... ان سب کے ہاتھ اٹھ گئے.... دل دھک دھک کرنے لگے.... کیونکہ وہ صاف طور پر محسوس کررہے تھے کہ اس پر دیوانگی طاری ہے.... ایسے میں انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن جناب! آپ اپنے بیوی بچوں کا کیا کریں گے۔"

"انہیں بھی ساتھ لے جاؤں گا.... ابھی یہ بات تم لوگوں کے سوا کسی کو معلوم نہیں.... تمہیں ختم کرکے میں انہیں ساتھ لے کر فوراً روانہ ہوجاؤں گا.... میرا ذاتی طیارہ تیار ہی ملے گا.... ایک فون کرنے کی دیر ہوگی۔"

"مجھے افسوس ہے.... آپ نہیں جاسکیں گے۔"

"کک.... کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ آپ نہیں جاسکیں گے...." فاروق نے کہا۔

"اب کیا ہم اس جملے کا بھی ترجمہ کروائیں آپ کے لیے...." محمود نے منہ بنایا۔

"آخر میں کیوں نہیں جاسکوں گا۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"اس لیے کہ شوبران برادرز پہلے ہی تمہارا نام بتاچکے ہیں.... اور یہ کیسے ممکن ہے کہ مجھے ایک بڑے مجرم کے نام کا پتا چل جائے اور میں اس کے فرار کے راستے نہ بند کروں گا.... آپ تو اس گھر سے باہر بھی نہیں جاسکیں گے.... اس لیے کہ یہ گھر بھی سادہ لباس والوں کے گھیرے میں ہے۔"

"نن.... نہیں۔" وہ ہکلایا۔

"اور آپ کا جہاز کینسل کیا جاچکا ہے.... اگر یقین نہیں تو اپنے پائلٹ کو فون کرکے دیکھ لیں۔"

"اوہ ہاں! میں یہ ضرور کروں گا.... خبردار.... کوئی حرکت نہ کرے۔"

یہ کہ کر وہ فون کی طرف مڑا۔

"ہمیں حرکت کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے.... آپ حرکت کرتو رہے ہیں۔" فاروق نے منہ بنایا اور دوسرے مسکرانے لگے.... دوسری طرف وزیر خارجہ صاحب فون کررہے تھے۔

اور پھر پائلٹ کی طرف سے ٹکا سا جواب سن کر اس نے جھنجلاہٹ

کے عالم میں ریسیور پٹخ دیا.... ساتھ ہی اس نے سب سے پہلے انسپکٹر جمشید کا نشانہ لیا۔

"لو انسپکٹر جمشید.... تم تو گئے کام سے۔"

"ہاں ہاں! کرلو جی خوش...." انسپکٹر جمشید بولے۔

"کیا مطلب۔"

"ان گنت لوگوں نے یہ جملہ کہا ہے اور میں کام سے نہیں گیا.... میں کام سے تو جاتا ہوں.... کام سے جاتا نہیں' کام سے جاؤں گا اسی روز جس روز میرے مالک کو منظور ہوگا۔"

"بھئی واہ! ابا جان آج تو آپ فاروق کے بھی کان کاٹ گئے۔"

"نن.... نہیں.... تو۔" فرزانہ نے گھبرا کر فاروق کے کان چھو کر دیکھے۔

"حد ہوگئی.... کان میرے کاٹے گئے اور گھبرا یہ رہی ہیں۔" فاروق جل گیا۔

اور ادھر وزیر خارجہ نے ٹریگر دبادیا' لیکن فائر نہ ہوا.... وہ دھک سے رہ گیا۔

"آپ کے پستول کی گولیاں اس وقت میری جیب میں ہیں.... یہ میں نے راستے میں نکال لی تھیں.... جب آپ میرے ساتھ گاڑی میں بیٹھے' اس طرف آرہے تھے۔"

"نن.... نہیں...." اس کے اوسان خطا ہوگئے۔

"جرم جرم ہوتا ہے.... چھپ نہیں سکتا.... اب چلئے آپ کے لیے سرکاری مہمان خانہ تیار ہے۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

اسی وقت سادہ لباس والے اندر آگئے اور انہوں نے وزیرخارجہ کو قابو کرلیا۔

"امانت صاحب.... پروفیسر صاحب اور حوالدار محمد حسین آزاد کا کیا بنا۔"

"ان کے باقی ٹھکانوں کی تلاشی لی گئی تو ان میں سے ایک میں وہ تینوں مل گئے.... اب وہ ہسپتال میں ہیں.... کیونکہ اس ظالم نے انہیں بہت بے دردی سے مارا پیٹا ہے۔"

"کیا...." وہ چلا اٹھے.... ان کے چہرے سرخ ہوگئے.... پھر وہ بولے۔

"ہم پہلے ہسپتال جاکر ان لوگوں سے ملیں گے اور پھر اس کے جسم پر بھی اتنے نشانات ابھاریں گے.... جتنے بھی ان کے جسموں پر نظر آئیں گے.... اس شخص کو ابھی یہیں روکے رکھو۔"

یہ کہہ کر وہ جیپ کی طرف دوڑ پڑے۔

○☆○

۲۵۰ روپے کا نقد انعام

مکھیوں کے قیدی

کا انعامی سوال

سوال: مجرم سے کیا غلطی ہوئی ؟

○

○ سوال کا جواب کاپی سائز کاغذ پر لکھیں ۔

○ جواب الگ کاغذ پر دیں ۔

○ سوال کا جواب ، ناولوں پر تبصرہ اور آئندہ ناولوں کی رعایتی قیمت پر خریداری کے لیے آرڈر وغیرہ کے لیے آپ ایک ہی لفافہ استعمال کر سکتے ہیں ۔

○ آپ سوال کا جواب ۱۰ اپریل تک ارسال کر دیں ۔

○ انعام موصول ہونے والے درست جوابات کی قرعہ اندازی کے ذریعے دیا جائے گا ۔

(ادارہ)

فائدے کی بات

○ ان شاء اللہ آئندہ ماہ آپ "مکان کا شکار" ، "غار کی قبر" ، "جوناٹ" ، "ثبوت" ، "روبال" ، "خودکشی کی دعوت" ، "پرانا ہوّا" اور "آخری ڈاکا" پڑھیں گے ۔ ہر ناول کی قیمت ۱۵ روپے ہے ۔

○ ان تمام ناولوں کی کل قیمت ۱۲۰ روپے ہے ، لیکن ادارے سے منگوانے پر آپ کو یہ تمام ناول رعایتی قیمت ۱۰۰ روپے میں ملیں گے ۔

○ اگر آپ چار نئے ناول (مکان کا شکار ، غار کی قبر ، جوناٹ اور ثبوت) منگوانا چاہتے ہیں تو ادارہ آپ سے رعایتی قیمت ۵۰ روپے وصول کرے گا ۔

○ پوسٹ مین آپ سے رعایتی قیمت سے ۵ روپے زائد وصول کرے گا ۔ اس طرح آپ کو ناول گھر بیٹھے ملنے کے ساتھ ساتھ نئے چار ناولوں پر ۵ روپے اور مکمل سیٹ پر ۱۵ روپے کی بچت ہو گی ۔

○ ناول بذریعہ وی پی ارسال کیے جاتے ہیں ۔

○ ہے نا فائدے کی بات ۔ خط لکھ کر آرڈر دیں ۔ شکریہ !

آرڈر بھیجنے کا پتا :

اشتیاق پبلی کیشنز ، ۹/۱۲ نصیر آباد ، مسلم پورہ ، ساندہ کلاں ، لاہور

۱۰۰۰ روپے کے نقد انعامات

آئندہ ماہ کے ناول

کاغذ کی قیمت میں ایک بار پھر زبردست اضافہ ہوگیا ہے — اس لیے حسبِ روایت آئندہ ماہ کے ناولوں کی جھلکیاں علیحدہ علیحدہ صفحات پر پیش کرنے کی بجائے صرف آئندہ ماہ کے ناولوں کے نام ہی ملاحظہ فرمائیں:

۵۹۶ — مکان کا شکار	انسپکٹر جمشید سیریز	۱۵ روپے
۵۹۷ — غار کی قبر	"	۱۵ "
۵۹۸ — جوناٹ	"	۱۵ "
۵۹۹ — ثبوت	"	۱۵ "
۹۱ — روبال	"	۱۵ "
۹۲ — خودکشی کی دعوت	"	۱۵ "
۹۳ — پُرانا ہوّا	"	۱۵ "
۹۴ — آخری ڈاکا	"	۱۵ "

نوٹ: ہر نئے ناول کے انعامی سوال پر ۲۵۰ روپے کا نقد انعام دیا جائے گا —

(ادارہ)

آئندہ خاص نمبر

ایک سوالیہ نشان

جیرال؟

○ کیا جیرال زندہ ہے؟
○ کیا جیرال مر چکا ہے؟
○ اگر جیرال مر چکا ہے تو پھر وُہ کون ہے؟
○ اگر جیرال زندہ ہے تو پھر؟
○ جیرال پسندوں کے لیے ایک نیا تہلکہ —
○ ایک نئی تھرتھری —
○ اور جیرال پسند میرے تمام ہی قارئین ہیں —
○ اپنی نوعیت کا واحد خاص نمبر —
○ ایک نئے باب کا آغاز —
○ مزید تفصیلات آئندہ ماہ کے ناولوں میں ملاحظہ فرمائیں —

ڈیر انکل اشتیاق احمد، السلام علیکم!

جمشید نامہ

اُسے ابھی ابھی "بگ باس" نے فون پر آرڈر دیا تھا کہ انسپکٹر جمشید اب اُن کے لیے مصیبت بنتا جا رہا ہے، اِس لیے اُسے "غلام وادی" پہنچا دیا جائے اور پاک لینڈ میں دوبارہ "جمشید کی واپسی" ناممکن بنا دے۔ اُسے یہ ہدایت بھی کی گئی، وُہ بے حد ہوشیار ہے، کیونکہ "جمشید کا وار" بے حد خطرناک ہوتا ہے۔ اس نے ایک "پُر ہول سازش" تیار کی اور اس پر عمل کرنے کے لیے گھر سے نکلا کہ اُسے اپنا استاد جیرال اپنے گھر کی طرف آتا دکھائی دیا۔ وُہ بے حد حیران ہوا، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ "جیرال کا منصوبہ" ناکام ہو گیا تھا اور جیرال انسپکٹر جمشید کے ہاتھوں "کتے کی موت" مارا گیا تھا۔ لیکن جب اسے جیرال نے مخصوص کوڈ بتایا تو اسے یقین ہو گیا کہ وُہ "سو فیصد جیرال" ہی ہے اور جیرال کی موت ایک "فرضی موت" تھی۔ جیرال نے اُسے اِس کام

سے روکا، لیکن اُس نے کہا کہ میں انسپکٹر جمشید پر پہلے آہستہ آہستہ وار کروں گا اور پھر ایک "آخری جھٹکا" دوں گا اور انسپکٹر جمشید کو اپنی "سازش کا شکار" کر ہی لوں گا۔ وُہ انسپکٹر جمشید سے ان کا ایک "گمنام ہمدرد" بن کر ملا، لیکن انسپکٹر جمشید "انجانا خطرہ" محسوس کر رہے تھے۔ اس نے انسپکٹر جمشید کو "خونی دھواں" کام میں لا کر بے ہوش کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ "چوٹ پر چوٹ" کھاتا چلا گیا۔ اس کی سازش "لنگڑی سازش" ثابت ہوئی اور اسے "خونی جیل" پہنچا دیا گیا۔

محمد عدنان تاج، سیکنڈ ایئر، گورنمنٹ کالج اٹک

○

محترم اشتیاق احمد

السلام علیکم! اس ماہ کے ناول "دشمن شہر" اور "قاتل کارین" پڑھے۔ بہت اچھے لگے۔ خاص طور پر دشمن شہر بہت پسند آیا۔ ناول ہر لحاظ سے قابلِ تعریف تھا۔ آپ کوشش کیجیے کہ آئندہ خاص نمبر دو ہزار صفحات کا ہو۔ ہم آپ کی انگلی کی صحت یابی کے لیے دعا گو ہیں۔

حافظ محمد اعجاز، مرکزی جامع مسجد باغ، آزاد کشمیر

○

ڈیر انکل اشتیاق احمد

السلامُ علیکم ! میں آپ کے ناول کئی سالوں سے پڑھ رہا ہوں ۔ اس دفعہ آپ کا شائع کردہ خاص نمبر "دائرے کا سمندر" پڑھا تو رہا نہ گیا اور آپ کو خط لکھ دیا۔ اس سے پہلے مَیں نے آپ کو کبھی خط نہیں لکھا۔ "دائرے کا سمندر" کی جتنی تعریف کی جائے، کم ہے ۔ مجھے آپ کا یہ خاص نمبر بہت ہی اچھا لگا ۔ خُدا آپ کی عمر دراز کرے اور آپ ہمارے لیے اس سے بھی بڑا خاص نمبر شائع کریں ۔

کامران مطلوب ، مکان نمبر ۵۰۔ اے، نزد ڈیری فارم ، جہلم

O

پیارے انکل اشتیاق احمد

السلامُ علیکم ! آپ مجھے تو نہیں جانتے، لیکن میں آپ کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں ۔ آپ میرے پسندیدہ مصنّف ہیں ۔ آپ کا لکھا ہوا ناول "دائرے کا سمندر" پڑھا اور پڑھ کر حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی ، کیونکہ ایک تو وُہ قریباً ڈیڑھ ہزار صفحات پر مشتمل تھا اور دوسرا یہ کہ اس کی کہانی بہت منفرد تھی ۔ میری دُعا ہے کہ اللہ آپ کو صحت دے اور آپ ہمارے لیے ایسی کتابیں لکھتے رہیں۔ آپ کے دماغ کو میں داد دیتا ہوں ۔ اگر آپ سائنس دان ہوتے تو بہت کامیاب ہوتے ۔

سید عامر ، کراچی